وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

اَحکامُ الحَجِّ والعُمرۃِ والزِّیارۃ

صحیح اَحادیث کی روشنی میں

ایک مستند اور رہنما کتاب

لَبَّیْکَ، اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ

شیخ علاّ عبدالعزیز بن عبداللہ آلِ باز رحمہ اللہ مفتی اعظم سعودی عرب

ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد - پاکستان

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

احکام الحج والعمرۃ والزیارۃ

صحیح احادیث کی روشنی میں

ایک مستند اور رہنما کتاب

شیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ آل باز رحمہ اللہ

ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد - پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: احکام الحج والعمرۃ والزیارۃ

مؤلف: شیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ آل باز رحمہ اللہ

تاریخ اشاعت: 2012

تعداد: 4000

ایڈیشن: ہشتم

مطبع: انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس، لاہور

فون: 042-7232400

ناشر

منٹگمری بازار، فیصل آباد۔ فون، 642724

لَبَّيْكَ، اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ،

میں حاضر ہوں، اے میرے رب! میں حاضر ہوں،

لَبَّيْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں،

لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ

میں حاضر ہوں، بے شک ساری تعریفیں اور

النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ،

نعمتیں تیرے ہی لیے ہیں، اور ساری بادشاہی بھی،

لَا شَرِيْكَ لَكَ

تیرا کوئی شریک نہیں۔

فہرس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَمَّا بَعْدَہٗ:

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن بیت اللہ کا حج ہے، جو ہر اس عاقل و بالغ مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جو زادراہ رکھتا ہو، سفر حج میں کوئی شرعی مانع (بیماری وغیرہ) نہ ہو اور راستہ بھی ایسا پرخطر نہ ہو کہ ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو ہر پانچ سال بعد حج یا عمرہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے گھر حاضری کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ جسے میں صحت بخشوں، وسعت رزق سے نوازوں، پانچ سال گزر جائیں مگر وہ پھر بھی میرا مہمان نہ بنے تو وہ بہت بڑے اجر اور میری رضا سے محروم ہے۔(ابن حبان ، صحیح الترغیب : ۲/۴۲)

آپ ﷺ نے حج اور عمرہ کیے بعد دیگرے کرنے کا بھی حکم فرمایا اور فرمایا: کہ اس سے تنگدستی وفقر دور ہوتا ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں (مجمع

الزوائد: ۳/۲۷۷) اور حج مبرور کی جزا جنت ہے (بخاری: ۱/۲۳۸، مسلم: ۱/۴۳۶) ۔ مگر یہ اجر وثواب تبھی ہے جب حج اور عمرہ سنت نبوی کے مطابق اور اخلاص نیت سے کیا جائے۔ اور منہیات سے پرہیز کیا جائے۔ ورنہ حج وعمرہ کے اجر وثواب سے محروم رہے گا۔ حج کے احکام ومسائل کے بارے میں بیسیوں کتابیں بازار میں دستیاب ہیں اور ہر ایک کا اپنا ہی رنگ ڈھنگ ہے۔ انہی کتب میں سے ایک جامع کتاب سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم سماحۃ الشیخ جناب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ فضیلۃ الشیخ ابن باز کا اسم گرامی ہی کتاب کی ثقاہت اور عظمت کی دلیل ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے، جس کے اردو ترجمہ وتفہیم کی سعادت ہند کے نامور عالم دین جناب حضرت مولانا مختار احمد ندوی حفظہ اللہ کو حاصل ہوئی۔ ایک عرصہ سے سعودیہ اور برصغیر پاک و ہند میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں نے اس سے استفادہ کیا اور حج وعمرہ کو مسنون طریقہ سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اسی کتاب کو ادارۃ العلوم الاثریہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ ایڈیشن اپنے سابقہ ایڈیشنوں سے اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ:

۱۔ اردو ترجمہ کا از سر نو اصل عربی کتاب سے تقابل کیا گیا۔
۲۔ بعض مقامات پر پہلے جو ترجمہ رہ گیا تھا، اس کو مکمل کیا گیا۔
۳۔ عبارت میں جہاں کہیں ابہام تھا، آسان الفاظ میں اس کی وضاحت کر دی گئی۔
۴۔ اصل کتاب میں حدیث کا جو حوالہ تھا اس کی مختصر اتخریج کر دی گئی۔ اور
۵۔ جہاں کوئی حوالہ نہ تھا اس کی بھی نشاندہی کر دی گئی۔

یہ کام ادارہ کے رفیق حضرت مولانا عبدالحی انصاری حفظہ اللہ نے بڑی عرق ریزی سے کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ اسی طرح اس کتاب کی طباعت میں جن حضرات نے حصہ لیا، دل کی گہرائیوں سے ان کے بارے میں بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائے اور ان کو اپنی مرضیات سے نواز تا رہے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خادم العلم والعلماء
ارشاد الحق اثری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ.

امابعد! مسائل حج کی بابت یہ مختصر مجموعہ ہے، جو کتاب اللہ، اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں حج، عمرہ اور زیارت کے اکثر مسائل پر مشتمل ہے میں نے اسے اپنے اور سب مسلمانوں کے لئے جمع کیا ہے۔ میں نے ان مسائل کو دلیل کے ساتھ لکھنے میں بڑی کوشش کی ہے۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ ۱۳۶۳ھ میں جلالة الملک عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصل قدس اللہ روحه واکرم مثواه کے خرچ پر شائع ہوا تھا۔ اسکے بعد میں نے اسکے مسائل کو کچھ اور مفصل بیان کیا اور جن تحقیقات کی ضرورت محسوس کی ان کا اضافہ کیا، اور اسے دوبارہ چھاپنا چاہا تاکہ بندگان الٰہی کو اس سے فائدہ پہنچے۔ اور اس کا نام "التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرة وَالزِّيارة عَلٰى ضَوءِ الكتابِ والسنَّةِ" رکھا۔ بعد میں میں نے اس میں بہت سے اہم اضافے اور مفید تنبیہات شامل کیں تاکہ کتاب پوری طرح مفید ہو جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا نفع عام کر دے اور اس کوشش کو اپنی ذات کریم کے لئے خاص کر لے اور جنت نعیم میں داخل ہونے کیلئے اسے ذریعہ بنا دے۔ آمین۔ بے شک اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ آل باز

خطبة الكتاب

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد! یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں حج اور اس کے فضائل وآداب اور سفرِ حج کا ارادہ کرنے والوں کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے، ان کا بیان موجود ہے اور اختصار ووضاحت کے ساتھ حج وعمرہ اور زیارت کے بہت سے اہم مسائل کا ذکر ہے۔ میں نے اس رسالہ میں صرف انہی امور کو موضوع بحث بنایا ہے، جن پر کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سے دلیل قائم ہے۔ میں نے انہیں محض مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت اور اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جمع کیا ہے:

﴿ وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾(الذاریات:۵۵)

''اور نصیحت کیجئے، بے شک نصیحت مومنوں کو نفع پہنچائے گی''

اور ارشادِ الٰہی:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ﴾ (آل عمران:۱۸۷)

"اور جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا اور چھپانا نہیں۔"

اور ارشاد الٰہی:

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾ (المائدہ:۲)

"اور نیکی وتقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث صحیح کے مصداق جس میں آپ نے فرمایا:

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ، قِيْلَ لِمَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ.

(مسند احمد:۱۰۲/۴، مسلم: باب بیان الدین النصیحة)

"دین خیر خواہی کا نام ہے، کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا: اللہ، اسکی کتاب، اسکے رسول ﷺ، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کیلئے"

اور طبرانی نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَهْتَمَّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَّمْ يُصْبِحْ وَ يُمْسِ نَاصِحًا لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِإِمَامِهِ وَلِعَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ

''جو مسلمانوں کے کاموں کا اہتمام نہ کرے وہ ان میں سے نہیں اور جو صبح و شام اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول ﷺ، اس کے امام اور عام مسلمانوں کی خیر میں نہ گزارے وہ ان میں سے نہیں۔''

(معجم الاوسط للطبرانی: ۸/۲۳۰، (۷۴۶۹)

اور اللہ سے میری دعا ہے کہ وہ اس رسالہ کے ذریعہ مجھے اور سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور اس سلسلہ میں میری کوشش کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص فرمائے اور اسے جنت نعیم میں داخلہ کا ذریعہ بنادے۔

إِنَّهُ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

حج وعمرہ کی فرضیت کے دلائل کا بیان

اللہ ہم کو اور آپ کو حق کی معرفت اور اتباع کی توفیق عطا فرمائے، معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے عزت والے گھر کا حج فرض کیا ہے اور اسے اسلام کا ایک رکن بنادیا ہے، اس کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴾ (آل عمران: ۹۷)

''اور اللہ کی رضا کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو انکار کرے تو اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے''۔

اور صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) رمضان کے روزے رکھنا۔ (۵) اور بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔(بخاری: ۱/۴و مسلم: ۱/۲۳) اور سعید نے اپنی سنن

میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا:

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے لوگوں کو شہروں میں بھیجوں تاکہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ جن لوگوں کو حج کی طاقت ہے، پھر بھی حج نہیں کرتے وہ ان پر جزیہ مقرر کر دیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں۔''

(التلخیص الحبیر: ۲۲۳/۲)

اور حضرت علیؓ سے روایت ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حج پر قادر ہو پھر بھی چھوڑ دے تو اس کیلئے یہ برابر ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر''

(ترمذی: ۷۸/۲، شعب الایمان بیہقی: ۴۳۰/۳، حدیث: ۳۹۷۸ فی اسنادہ مقال)

حج کے لیے جلدی کرنا

جس پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس نے ابھی تک نہ کیا ہو تو اس کو جلدی کرنا چاہیے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''فریضۂ حج کے لئے جلدی کرو، کسی کو معلوم نہیں کہ اس کو کیا عذر پیش آ جائے۔'' (مسند احمد: ۳۱۴/۱)

کیونکہ جس پر حج فرض ہو چکا ہے اس کے لئے اللہ کے اس ارشاد کے مطابق فوراً حج ادا کرنا واجب ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا. وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ (آل عمران:۹۷)

''اور اللہ کی رضا کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے، جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو انکار کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے''۔

اور اپنے خطبہ میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد: ''لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے اس لئے حج کرو۔'' (صحیح مسلم: ۱/۴۳۲)

اور عمرہ کے وجوب پر بہت سی حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک وہ حدیث بھی ہے کہ جب حضرت جبرائیلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی بابت پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور تم نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور حج کرو اور عمرہ کرو اور جنابت کا غسل کرو، اور پورا وضو کرو، اور رمضان کے

روزے رکھو۔

(صحیح ابن خزیمہ: ۴/۱ ، سنن دارقطنی: ۲۸۲/۲، وقال ھذا اسناد ثابت صحیح)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بھی کہ انہوں نے پوچھا "یارسول اللہ ﷺ! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں لڑائی نہیں، یعنی حج اور عمرہ۔" (مسند احمد: ۱۶۵/۶

وسنن ابن ماجہ: ص ۲۱۴ باسناد صحیح ، باب، الحج جہاد النساء)

حج اور عمرہ زندگی میں ایک بار فرض ہیں

"حج ایک مرتبہ فرض ہے اس سے زیادہ ہو تو نفل ہے۔" (مسند احمد: ۲۹۱/۱)

البتہ نفلی حج اور عمرہ کثرت سے کرنا مسنون ہے، جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ ؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا درمیان کی خطاؤں کیلئے کفارہ ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔" (بخاری: ۲۳۸/۱ و مسلم: ۴۳۶/۱)

گناہوں اور مظالم سے توبہ کرنے کا بیان

جب مسلمان حج یا عمرہ کے سفر کا ارادہ کرے، تو اس کو چاہیے کہ اپنے گھر

والوں اور دوستوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرے، یعنی احکامات الٰہی پر عمل اور نواہی سے اجتناب کی تاکید کرے اور جو قرض اس نے لینا ہے یا دینا ہے اس کو لکھ ڈالے اور اس پر گواہ بنا دے اور یہ بھی ضروری ہے کہ تمام گناہوں سے سچی توبہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

(النور: ۳۱)

''اے ایمان والو! تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

اور سچی توبہ ہے گناہوں سے باز آنا، ان کو چھوڑ دینا، پچھلے گناہوں پر نادم ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا، اگر اس کے پاس لوگوں کے مال، آبرو، یا جان کا کوئی حق باقی ہو تو اپنے سفر سے پہلے اسے ادا کر دے یا ان سے معاف کروا لے، جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص کے پاس اس کے بھائی کے مال وجان کا کوئی حق باقی ہوا سے اس دن کے آنے سے پہلے پاک وصاف کر دے جس دن نہ درہم ہوگا نہ دینار۔ اگر اس کے پاس عمل صالح ہوگا تو صاحب حق کو دے دیا جائے گا اور اگر اس کے پاس عمل صالح نہیں ہوگا تو صاحب حق کے گناہ اس پر لاد دیئے

جائیں گے۔" (بخاری: ۱/ ۳۳۱)

حج کے لیے حلال کمائی

حج وعمرہ کے لئے پاکیزہ حلال کمائی میں سے خرچ کا انتظام کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے پاکیزہ چیز ہی کو قبول کرتا ہے۔" (مسلم: ۱/ ۳۲۶)

طبرانیؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب آدمی پاکیزہ زادِ سفر کے ساتھ حج کیلئے نکلتا ہے اور اپنا پاؤں سواری کے رکاب میں رکھ کر لبیک پکارتا ہے، تو اس کو آسمان سے پکارنے والا جواب دیتا ہے، تیری لبیک قبول، اور رحمت الٰہی تجھ پر نازل ہو، تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول ہے اور تو گناہوں سے پاک ہے۔" اور جب آدمی حرام کمائی کے ساتھ حج کے لئے نکلتا ہے اور سواری کے رکاب میں پاؤں رکھ کر لبیک پکارتا ہے، تو آسمان سے منادی جواب دیتا ہے، تیری لبیک قبول نہیں، نہ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، تیرا زادِ سفر حرام، تیری کمائی حرام، اور تیرا حج غیر مقبول ہے۔(معجم الاوسط للطبرانی: ۶ ص ۱۱۰، ۱۰۹، حدیث: ۵۲۲۴)

حاجی کو چاہیے کہ لوگوں کی کمائی سے بے نیاز رہے اور سوال کرنے سے پرہیز کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو خود کو بچائے گا اللہ اس کو بچائے گا، اور جو استغناء کرے گا اللہ اس کو غنی کرے گا۔'' (بخاری : ۹۵۸/۲)

اور رسول ﷺ اللہ کا یہ ارشاد ہے:

''آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''

(بخاری : ۱۹۹/۱)

حج کا مقصد رضائے الٰہی ہو

حاجی کو چاہیے کہ اپنے حج اور عمرہ سے اللہ کی رضا اور دار آخرت کی فلاح کا طالب ہو اور ان مقدس مقامات میں ایسے اقوال واعمال سے اللہ کا تقرب چاہے جو اللہ کو پسند ہوں اور حج کے ذریعہ دنیا کمانے سے پوری طرح بچے، اسی طرح حج کے ذریعہ ریا، شہرت اور فخر ومباہات بھی نہ چاہے کیونکہ یہ سب بدترین مقاصد ہیں اور اعمال کی بربادی وعدم قبولیت کا سبب ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (ہود:۱۴،۱۵)

''جولوگ دنیا کی زندگی اوراس کی زیب وزینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اوراس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کیے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب ضائع۔''

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا﴾ (الاسراء:۱۸)

''جو شخص دنیا کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے (فی الحال ہی) دیں گے پھر اس کے لئے جہنم تجویز کریں

گے۔ وہ اس میں بدحال، راندہ درگاہ ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کی نیت رکھے گا اور اس کی پوری سعی کرے گا بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوئی۔"

اور رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ارشاد ہے: "میں تمام شریکوں کے شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جو شخص کسی عمل میں میرے ساتھ اور کو بھی شریک کرتا ہے، میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم: ۲/۴۱۱)

حاجی کو چاہیے کہ اپنے سفر میں صاحب طاعت وتقویٰ اور عالم دین کا ساتھ اختیار کرے اور جہلاء وفساق کے ساتھ سے پرہیز کرے۔

حاجی کو چاہیے کہ حج اور عمرہ کی مسنون باتوں کو سیکھ لے اور سب مشکل مسائل کو سمجھ لے تاکہ اسے پوری بصیرت حاصل ہو جائے۔ جب وہ اپنی سواری کے جانور یا گاڑی یا ہوائی جہاز یا کسی اور سواری پر سوار ہو تو بِسْمِ اللّٰہ اور پھر تین بار الحمدللہ پھر تین بار اللّٰہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھنا چاہیے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ (الزخرف: ۱۳، ۱۴) اَللّٰهُمَّ اِنَّا

نَسْئَلُکَ فِی سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَ التَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی. اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَ کَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ.﴾

”پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کر دیا ورنہ ہم میں یہ طاقت کہاں تھی کہ اس کو اپنے بس میں کرتے۔ بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اس سفر میں نیکی اور تقویٰ نیز اس عمل کا سوال کرتے ہیں، جو تجھے پسند ہو، اے اللہ! ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی دوری گھٹا دے، اے اللہ! تو سفر میں ساتھی ہے اور اہل وعیال میں جانشین ہے، اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں اور برے منظر سے، اور اہل وعیال، اور مال کو بری حالت میں دیکھنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ کیونکہ ایسا کرنا نبی ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے، جسے مسلم نے عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ (مسلم: ۱/۴۳۴، ابوداود، ترمذی)

پورے سفر میں کثرت سے ذکر و استغفار اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا اور گریہ و زاری، قرآن کی تلاوت اور اس کے معانی پر تدبر کرتا رہے۔ نماز باجماعت کی پوری پابندی کرے اور کثرت کلام سے زبان کو بچائے۔ بیکار باتوں کی کرید اور حد سے زیادہ مذاق سے بچے، نیز اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور اپنے دوستوں اور مسلمانوں کی ہنسی اڑانے سے بچائے۔ اس کے بجائے اس کو چاہئیے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، ان کو تکلیف نہ دے، انہیں جتنا ہو سکے حکمت وموعظمت کے ساتھ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

میقات پر پہنچ کر حاجی کیا کرے؟

حاجی جب میقات پر پہنچ جائے، تو اس کو چاہیے کہ غسل کرے اور خوشبو لگائے، رسول اللہ ﷺ احرام کے وقت سلے ہوئے کپڑے اتار دیتے، غسل فرماتے اور خوشبو ملتے، صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے اور جب آپ ﷺ حلال ہو جاتے تو طواف بیت اللہ سے قبل بھی خوشبو لگایا کرتی تھی۔"

(بخاری: ۱/ ۲۰۸۔ مسلم: ۱/ ۳۷۸)

حائضہ اور نفاس والی عورت کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کے لئے احرام باندھ رکھا تھا اور وہ حائضہ ہوگئیں، تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ غسل کرلیں اور حج کے لئے احرام باندھیں۔(مسلم : ۱/ ۳۹۱)

اور اسماءؓ کو جب ذوالحلیفہ میں بچہ پیدا ہوا، تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ غسل کرلیں اور کپڑا استعمال کریں پھر احرام باندھ لیں۔(مسلم : ۱/ ۳۸۵)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حائضہ یا نفاس والی عورت جب میقات پر پہنچے، تو غسل کرکے لوگوں کے ساتھ احرام باندھ لے اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی حج کے تمام کام ویسے ہی کرے جیسے دوسرے حاجی کرتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما کو اس کا حکم فرمایا۔

احرام باندھنے والے کیلئے مستحب ہے کہ اپنی مونچھیں، ناخن کاٹ لے نیز زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرلے، اور اس طرح کی جو بھی ضرورت ہو پوری کرلے تاکہ احرام باندھنے کے بعد حالتِ احرام میں اس کی ضرورت نہ پڑے۔ یہ اس لئے بھی مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں کی نگہداشت کا حکم دوسرے اوقات کے لئے بھی فرمایا ہے جیسا کہ صحیحین میں

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پانچ چیزیں فطرت میں شامل ہیں۔ ختنہ کرانا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھ چھوٹی کرنا، ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھاڑنا۔(بخاری: ۲/ ۵۷۷و مسلم: ۱/ ۱۲۸) اور صحیح مسلم میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ مونچھ تراشنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے کیلئے ہمارے لئے وقت مقرر کیا گیا کہ ہم انہیں چالیس دنوں سے زیادہ نہ بڑھائیں۔ (مسلم: ۱/ ۱۲۹)

نسائی میں یوں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کاموں کیلئے ہمارے لئے وقت مقرر کیا ہے۔(نسائی: ۱/ ۴) یہ روایت احمد (۱۲۲/۳) ابوداؤد (۴/ ۱۳۶،۱۳۵) اور ترمذی (۹/۴) میں بھی نسائی کے الفاظ میں منقول ہے۔

البتہ احرام کے وقت سر کے بالوں کا کچھ حصہ مونڈنا نہ عورت کیلئے جائز ہے نہ مرد کے لیے۔

داڑھی منڈوانا حرام ہے

داڑھی کا مونڈنا یا اس کا کچھ حصہ بھی کم کرنا ہر وقت حرام ہے بلکہ داڑھی کو چھوڑ دینا اور اس کو بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عمرؓ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو چھوٹا کرو۔'' (بخاری: ۲/ ۸۷۵ وغیرہ)

مسلم نے اپنی صحیح میں ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو چھوڑ دو، مجوس کی مخالف کرو۔'' (مسلم: ۱/ ۱۲۹)

افسوس اس زمانے میں یہ وبا عام ہو گئی ہے اور کثرت سے لوگ داڑھی کی اس سنت کی مخالفت کرتے ہیں اور کفار اور عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ خاص طور پر علم اور تعلیم سے نسبت رکھنے والے لوگ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''۔ اللہم ہم کو اور تمام مسلمانوں کو سنت کی موافقت اور سختی سے اس پر عمل کی اور ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

عورت جس لباس میں چاہے احرام باندھ سکتی ہے

اس کے بعد حاجی ایک تہبند اور ایک چادر پہن لے۔ بہتر ہے کہ دونوں سفید اور صاف ہوں اور مستحب ہے کہ دونوں جوتے پہن کر احرام باندھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ہر شخص کو ایک ازار اور ایک چادر اور دو جوتوں میں

احرام باندھنا چاہیے۔" (مسند احمد : ۲/ ۳۴)

البتہ عورت کے لیے جائز ہے کہ کالا یا سبز یا کوئی اور رنگ کا کپڑا احرام میں استعمال کرے۔ صرف اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا لباس مردوں کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو، جو لوگ عورت کے احرام کے لیے سبز یا کالا رنگ خاص کرتے ہیں، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ نیز عورت احرام کی حالت میں نہ نقاب باندھ سکتی ہے، نہ دستانے پہن سکتی ہے، ان دونوں کے بغیر عورت کو اپنا چہرہ اور ہاتھ چھپانے چاہئیں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام والی عورت کو نقاب اور دستانے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ۱/۲۴۸، ابو داود ۲/۱۰۳، احمد ۲/۲۲،۳۲)

غسل، صفائی اور احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ جس کا ارادہ رکھتا ہو دل سے اس کی نیت کرے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی جو نیت کرتا ہے وہی پاتا ہے۔"

(بخاری : ۱ / ۲)

اس موقع پر نیت لفظوں میں کرنی مسنون ہے۔ اگر عمرہ کی نیت ہے تو کہے لَبَّیْکَ عُمْرَةً یا کہے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَةً اور اگر حج کی نیت ہے تو کہے

لَبَّیکَ حَجًّا یا اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ حَجًّا اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ اور اگر حج عمرہ دونوں کی نیت ہو تو دونوں کے لیے لبیک پکارے اور کہے: اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ عُمْرَۃً وَحَجًّا اور افضل یہ ہے کہ نیت کے یہ الفاظ سواری کے جانور یا گاڑی وغیرہ پر سوار ہونے کے بعد ادا کئے جائیں کیونکہ رسول ﷺ نے اس وقت لبیک پکارا تھا، جب آپ سواری پر بیٹھ گئے تھے اور سواری میقات سے چلنے کیلئے آپ کو اٹھا چکی تھی۔" (بخاری: ۱/ ۲۱۰ ومسلم: ۱/ ۳۷۷)

اہل العلم کا صحیح ترین قول یہی ہے۔

احرام کے علاوہ لفظوں میں نیت کرنا بدعت ہے

نیت الفاظ کے ساتھ صرف احرام ہی کیلئے جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں خاص طور سے مروی ہے لیکن نماز، طواف وغیرہ کے لئے لفظوں کے ساتھ نیت کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً یوں نہیں کہنا چاہیے کہ میں نے اس نماز کی نیت کی، یا میں طواف کی نیت کرتا ہوں، اس طرح لفظوں میں نیت کرنا صریح بدعت ہے اور بلند آواز سے کہنا اور بھی زیادہ قبیح اور گناہ کا کام ہے۔ اگر نیت لفظوں کے ساتھ کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور

بیان کرتے یا اپنے فعل یا قول سے امت کے لئے اس کی وضاحت فرماتے اور ہم سے پہلے سلف صالحین بھی اس پر عمل کرتے۔لیکن جب نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، نہ ہی آپؐ کے پسندیدہ اصحاب سے یہ منقول ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بدعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''بدترین کام وہ ہے جو نیا ایجاد کیا گیا ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مسلم: ۱/ ۲۸۵) نیز فرمایا: جس شخص نے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو دین میں نہیں تھا وہ مردود ہے (بخاری ۱/ ۳۷۱، مسلم ۲/ ۷۷) ۔اور مسلم میں ہے: جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہماری شریعت نہیں، وہ مردود ہے۔ (مسلم ایضاً)

میقات کا بیان

میقات پانچ ہیں:

۱) اہلِ مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے، جس کو اب لوگ ''ابیار علی'' (یا بئر علی) کہتے ہیں۔

۲) اہل شام کی میقات جحفہ ہے۔ یہ رابغ کے قریب ایک ویران بستی ہے۔لیکن لوگ اب رابغ ہی سے احرام باندھتے ہیں اور جو لوگ بھی رابغ سے احرام باندھتے ہیں ان کا احرام میقات ہی سے شمار ہوتا ہے

کیونکہ رابغ جحفہ سے کچھ مسافت پہلے ہے۔

۳) اہل نجد کی میقات ''قرن المنازل'' ہے جس کو آج کل ''سیل'' کہا جاتا ہے۔

۴) اہل یمن کی میقات ''یلملم'' ہے۔

۵) اہل عراق کی میقات ''ذات عرق'' ہے۔

حاجی کے لیے میقات سے بلا احرام گزرنا حرام ہے

ان میقاتوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا شہر والوں کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ ان سب لوگوں کیلئے بھی ہے جو حج اور عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گزریں اور جو شخص بھی مکہ جانے کے ارادہ سے حج یا عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گزرے اس کیلئے ضروری ہے کہ یہاں سے احرام باندھ لے۔ بغیر احرام باندھے یہاں سے آگے نہ بڑھے خواہ اس کا گزر خشکی کے راستہ سے ہو یا فضا سے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان میقاتوں کو مقرر کرتے وقت یہ عام حکم فرمایا تھا کہ ''یہ میقاتیں ان شہر والوں کیلئے ہیں اور ان کے علاوہ جو لوگ بھی حج اور عمرہ کی نیت سے یہاں آئیں ان کیلئے بھی ہیں۔

(بخاری: ۱/ ۲۰۷ و مسلم: ۱/ ۳۷۴)

جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے ہوائی جہاز سے مکہ کی طرف جا رہا ہو اس کو چاہیے کہ جہاز میں بیٹھنے سے پہلے غسل وغیرہ کر لے، جب جہاز میقات کے قریب پہنچے تو تہبند اور چادر پہن کر اگر حج تک وقت میں گنجائش ہو تو عمرہ کیلئے لبیک پکار دے اور اگر وقت تنگ ہو تو صرف حج کے لئے لبیک پکارے۔ اگر سوار ہونے سے پہلے یا میقات کے قریب ہونے سے قبل کوئی شخص احرام کی چادریں پہن لے تب بھی کچھ حرج نہیں۔ لیکن جب تک میقات کے قریب یا بالمقابل نہ آجائے اس وقت تک لبیک نہ پکارے۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے میقات ہی سے احرام باندھا ہے لہٰذا اُمت کا فرض ہے کہ تمام دینی کاموں میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات بہترین نمونہ ہے''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:

خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ (بیھقی ج ۵ ص ۱۲۵ ، نسائی : ۴۳/۲، ارواء الغلیل : ۲۷۱/۴، رقم الحدیث :۱۰۷۴)

''مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو''۔

لیکن جو شخص حج اور عمرہ کی نیت نہیں رکھتا، مثلاً بیوپاری، لکڑیاں اکٹھی کرنے والا، پوسٹ مین وغیرہ، ایسا شخص مکہ جائے تو اس کے لئے احرام ضروری نہیں، وہ خود چاہے تو اور بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواقیت کے بیان میں یہ فرمایا:

هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ اَرادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ. (بخاری: ۱/۲۰۷ و مسلم: ۱/۳۷۴)

''یہ میقاتیں ان شہر والوں کے لئے ہیں اور حج وعمرہ کے ارادہ سے آنے والے تمام لوگوں کے لئے بھی جو ان میقاتوں سے گزریں۔''

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان میقاتوں سے گزرے لیکن اس کا ارادہ حج اور عمرہ کا نہ ہو اس کے لئے احرام ضروری نہیں۔ اور یقیناً بندوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ بڑی رحمت اور سہولت ہے۔ فللهِ الْحمدو الشکر۔

اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے، تو احرام کی حالت میں نہیں تھے بلکہ آپ ﷺ سر پر خود پہنے ہوئے تھے کیونکہ اس وقت حج اور عمرہ کی نیت سے نہیں بلکہ مکہ فتح

کرنے اور اس میں سے شرک دور کرنے کی نیت سے آئے تھے، جن لوگوں کا مکان میقات کے اندر ہو جیسے جدہ، ام سلم، بحرہ، شرائع، بدر اور مستورہ وغیرہ تو ان کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ان مذکورہ بالا پانچ میقاتوں میں سے کسی کے پاس جا کر احرام باندھیں، بلکہ ان کا یہ مسکن ہی ان کی میقات ہے وہ حج یا عمرہ جس کی بھی نیت رکھتے ہوں یہیں سے اس کا احرام باندھیں۔

اگر اس کا دوسرا مسکن میقات سے باہر ہو تو اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو میقات ہی سے احرام باندھ لے ورنہ اپنے اس گھر ہی سے احرام باندھ لے جو میقات کے اندر مکہ مکرمہ کے قریب ہے کیونکہ عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات کا ذکر کرتے ہوئے عام بات فرمائی تھی کہ جو لوگ میقات کے اندر ہوں ان کے احرام کی جگہ ان کا گھر ہے، یہاں تک کہ مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔''

(بخاری: ۱/ ۲۰۷ و مسلم: ۱/ ۳۷۵)

البتہ جو لوگ حرم میں ہوں اور عمرہ کرنا چاہتے ہوں، ان کو چاہیے کہ حِل (حدود حرم سے باہر) کی طرف جائیں وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں۔ اس لئے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کرنے کی خواہش

ظاہر کی تو آپ نے ان کے بھائی عبدؓالرحمٰن کو حکم فرمایا کہ وہ ان کو لے کر حل کی طرف جائیں اور وہاں سے احرام بندھوا کر لائیں۔ (بخاری ۱/ ۲۱۲، مسلم ۱/ ۳۸۹) اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا اپنا احرام حرم سے نہیں باندھ سکتا بلکہ اس کو حل میں جانا چاہیے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ کی پچھلی حدیث کو خاص کر دیتی ہے اور اس کی وضاحت کر دیتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو جو مکہ سے احرام باندھنے کا حکم فرمایا تھا وہ عمرہ کے لئے نہیں بلکہ صرف حج کے لئے مخصوص تھا۔ کیونکہ اگر عمرہ کا احرام حرم سے باندھنا جائز ہوتا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اجازت دے دی ہوتی اور انہیں حل (بیرونِ حدودِ حرم) کی طرف جانے پر مجبور نہ کرتے اور یہ ایک کھلا ہوا ثبوت ہے اور یہی تمام جمہور علماء کا قول ہے اور مومن کے لئے سب سے زیادہ احتیاط کی بات بھی یہی ہے۔ کیونکہ اس میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے وَاللہ الموفق

حج مکمل کرنے کے بعد کثرت سے عمرہ کرنا مسنون نہیں ہے

جو لوگ حج کے بعد تنعیم یا جعرانہ وغیرہ سے بکثرت عمرہ کرتے ہیں

تو اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ البتہ حج سے پہلے (حج قران اور تمتع کی صورت میں) اسکا ثبوت ملتا ہے اور دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسا عمرہ نہ کرنا ہی افضل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ نہیں کیا تھا۔ رہا تنعیم سے حضرت عائشہؓ کا عمرہ کرنا، تو وہ محض اس سبب سے تھا کہ جب وہ مکہ میں تشریف لائیں تو اپنے ایام ماہواری کی بنا پر عمرہ نہ کرسکی تھیں۔ اس لئے انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ انہیں اپنے اس عمرہ کے عوض جس کیلئے میقات سے وہ احرام باندھ آئی تھیں، اب دوبارہ عمرہ کرنے کی اجازت دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔ اس طرح ان کے دو عمرے ہو گئے۔ پہلا عمرہ ان کے حج کے ساتھ، اور ایک الگ عمرہ۔ لہٰذا جس کو حضرت عائشہؓ جیسا عذر درپیش ہو اس کیلئے اجازت ہے کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کرے۔ اس طرح تمام دلائل پر عمل بھی ہو جائے گا اور مسلمانوں کے لئے وسعت اور آسانی بھی ہوگی۔

بلاشبہ حج کے بعد حجاج کا اس نئے عمرے کے لئے مشغول ہونا سب کے لئے تکلیف کا باعث ہے، جس سے بھیڑ میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور حادثات بھی ہوتے

ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔ واللہ الموفق.

موسم حج کے علاوہ جو شخص میقات پر پہنچے اس کو عمرہ کے احرام کی نیت کرنی چاہیے

معلوم ہونا چاہیے کہ میقات تک پہنچنے والوں کی دو صورتیں ہیں:

۱)۔۔ اگر حج کے مہینوں کے علاوہ مثلاً رمضان اور شعبان میں پہنچیں تو ان کو چاہیے کہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لیں اور اس طرح زبان سے لبیک پکاریں۔ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً یا اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لبیک ان لفظوں میں پکاریں:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

یہ تلبیہ اور ذکرِ الٰہی کثرت سے کرتے ہوئے بیت اللہ تک پہنچیں۔ پھر بیت اللہ پہنچ کر تلبیہ بند کر دیں اور بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائیں اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ کر صفا کی طرف چلے جائیں، صفا اور مروہ کے درمیان

سات چکر لگائیں، اس کے بعد اپنے سر کے بال منڈوائیں یا چھوٹے کرادیں۔ ان کا عمرہ پورا ہوگیا اور احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام ہوگئی تھیں اب حلال ہوگئیں۔

۲)۔۔دوسری صورت یہ ہے کہ حاجی میقات پر حج کے مہینوں یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں پہنچے۔ ایسے شخص کو تین باتوں کا اختیار حاصل ہے، صرف حج یا صرف عمرہ یا دونوں ایک ساتھ، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب ذیقعدہ میں میقات پر پہنچے تو آپ نے اپنے اصحاب کو ان تینوں میں سے کوئی ایک طریقہ اپنانے کا اختیار دے دیا۔ (بخاری : ۱/ ۲۱۲، مسلم : ۱/ ۳۸۸)

اشہر الحج میں جس حاجی کے پاس جانور ہو وہ قران اور جس کے پاس نہ ہو وہ تمتع کی نیت کرے

ایسے شخص کے بارے میں سنت یہ ہے کہ اگر اس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ صرف عمرہ کا احرام باندھے، اور وہ سب ارکان ویسے ہی ادا کرے جیسے غیر موسم حج میں عمرہ کرنے والا ادا کرتا ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنے اصحاب کو جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تھے، یہ حکم فرمایا تھا کہ اپنا احرام عمرہ کیلئے خاص کرلیں اور مکہ پہنچ کر انہیں مزید تاکید بھی فرمائی۔ لہٰذا صحابہ کرامؓ نے طواف وسعی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع میں بال منڈوا کر حلال ہو گئے۔ (بخاری : ۱/ ۲۱۳، مسلم : ۱/ ۳۸۸)

رہے وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے، تو آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ یوم النحر تک اپنے احرام میں رہیں۔ (بخاری : ۱/ ۲۱۳ مسلم ۱/ ۳۸۸)

جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کر آتے ہیں، ان کیلئے مسنون یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے۔ آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ کے اصحاب میں سے جو لوگ قربانی کا جانور لے کر آئے تھے، ان کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھتے ہوئے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی تلبیہ کہا اور ان دونوں ہی سے قربانی ہی کے دن حلال ہوئے۔ (بخاری: ۱/ ۲۱۲) اور جو شخص قربانی کا جانور لایا ہو اور صرف حج کا احرام باندھے ہو وہ بھی اپنے احرام میں رہے اور قارن حاجی کی طرح وہ بھی یوم النحر ہی کو حلال ہو۔ (ایضاً)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے صرف حج کا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو لیکن اس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کیلئے مناسب نہیں کہ وہ حالتِ احرام میں رہے بلکہ اس کے حق میں سنت یہ ہے کہ اپنا احرام عمرہ کے لئے کرلے اور طواف وسعی اور بال کترواکر حلال ہو جائے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان اصحاب کو جن کے پاس جانور نہیں تھے، حلال ہونے کا حکم دیا تھا۔ البتہ جو شخص بالکل آخر میں آیا ہو اور حج چھوٹ جانے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ ایک ہی احرام میں حج وعمرہ کرے۔ واللہ اعلم

عذر کے خوف سے مشروط احرام باندھنا

اگر کسی محرم کو اپنی بیماری یا دشمن کی وجہ سے حج کی عدم ادائیگی کا خوف ہو تو اس کو چاہیے کہ احرام باندھتے وقت یوں کہہ دے "فَإِنْ حَبَسَنِي حَابِسٌ فَمَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي" کہ "اگر کوئی عذر مجھے لاحق ہوا تو میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے، جہاں تو مجھے روک دے گا۔ جیسا کہ ضباعہ بنتؓ زبیر نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں لیکن بیمار ہوں تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ حج کرو اور شرط باندھ لو اور کہو "اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ

حَبَسْتَنِیْ ’’کہ اے اللہ! میں وہیں حلال ہو جاؤں گی، جہاں تو مجھے روک دے گا۔ (بخاری : ۲ / ۷۶۲، مسلم : ۱ / ۳۸۵)

اس شرط کا فائدہ یہ ہے کہ اگر محرم کو کسی بیماری یا دشمن کی رکاوٹ کا کوئی عارضہ پیش آ جائے تو اس کیلئے حلال ہو جانا جائز ہے اور اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

بچے کا حج

چھوٹے بچے اور چھوٹی بچی کا حج صحیح ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم (۱/۱ ۴۴۱، ۴۴۲) میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے بچے کو پیش کرتے ہوئے کہا: ’’یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں اور ثواب تم کو ملے گا۔‘‘

اور صحیح بخاری (۱ / ۲۵۰) میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات برس کی عمر میں حج کیا۔ لیکن یہ حج نفلی ہو گا اور فریضہ اسلام میں شمار نہ ہو گا۔ یہی حال غلام اور لونڈی کا بھی ہے کہ ان کا فرض حج تو ادا نہیں ہو گا البتہ یہ حج نفلی شمار ہو گا۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو بچہ حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر دوبارہ حج واجب ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد کر دیا جائے تو اس پر دوبارہ حج واجب ہے۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۴، ۳۲۸، والبیہقی: ۴/۳۲۵ باسناد حسن)

اگر بچہ عقل و شعور نہیں رکھتا تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا اور اس کو احرام پہنا کر اس کی طرف سے لبیک کہے گا اور بچہ اس وقت محرم سمجھا جائے گا اور جو چیزیں بڑے محرم کیلئے حرام ہیں، وہی اس کیلئے بھی حرام ہوں گی۔ اسی طرح وہ بچی جو عقل و شعور نہیں رکھتی، اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا، اس کی طرف سے لبیک پکارے گا اور وہ بچی محرم ہو جائے گی اور اس پر بھی وہ سب چیزیں حرام ہوں گی جو بڑی عورت پر حرام ہوتی ہیں اور ضروری ہے کہ ان کے بدن اور کپڑے طواف کی حالت میں پاک و صاف ہوں کیونکہ طواف نماز ہی کی طرح ہے، جس میں طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔

(مشکوٰۃ: ۱/۲۲۷، صححه الالبانی و ارواء الغلیل: ۱/۱۵۴)

اگر بچہ و بچی عقل و شعور والے ہوں، تو اپنے ولی کی اجازت سے احرام باندھیں گے اور احرام کے وقت غسل و خوشبو وغیرہ سب کام ویسے ہی کریں گے جیسا بڑا محرم کرتا ہے، ان کا ولی ان کے کاموں کا نگران اور ان کی ضروریات کا

پوری کرنے والا ہوگا، خواہ وہ ان کا باپ ہو یا ماں یا کوئی دوسرا، اور جو کام کرنے سے یہ بچے عاجز رہیں ان کو ان کا ولی کرے گا، مثلاً کنکریاں مارنا وغیرہ۔ البتہ اس کے سوا سب کام ان کو خود کرنا ہوں گے، جیسے عرفات کا وقوف، منیٰ ومزدلفہ میں رات گزارنا، طواف وسعی کرنا۔ لیکن اگر وہ طواف وسعی نہ کر سکتے ہوں تو انہیں اٹھا کر طواف سعی کرایا جائے۔ اس صورت میں اٹھانے والا شخص اپنا طواف ان کے ساتھ مل کر نہیں کر سکتا بلکہ وہ ان بچوں ہی کے لئے طواف وسعی کی نیت کرے گا اور اپنے لئے الگ دوبارہ طواف وسعی کرے گا۔ یہ محض اللہ کی بندگی میں احتیاط اور رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث پر عمل کی خاطر ہے کہ "شک کی بات چھوڑ کر یقینی بات پر عمل کرو۔" (ترمذی: ۳ / ۲۲۲ و نسائی: ۲ / ۳۰۲)

اگر اٹھانے والا اپنی اور بچے کی بھی نیت طواف وسعی کیلئے ساتھ ہی کرے تو بھی صحیح ترین قول کے مطابق کافی ہوگا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس عورت کو الگ سے طواف کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، جس نے اپنے بچے کے حج کی بابت آپ سے پوچھا تھا (جس طرح پیچھے گزر چکا ہے) اگر یہ ضروری ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور بیان فرمادیتے۔ واللہ الموفق

باشعور بچے اور بچی کو طواف شروع کرنے سے پہلے حدث ونجاست سے

طہارت کی تاکید کی جائے جیسا کہ بڑے محرم کیلئے ضروری ہے اور چھوٹے بچے اور چھوٹی بچی کی طرف سے ان کے ولی پر احرام باندھنا (علیحدہ طواف کی صورت میں) ضروری نہیں ہے بلکہ صرف نفل ہے۔ اگر احرام باندھ لے تو باعث اجر وثواب، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

احرام کی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان

احرام کی نیت کے بعد محرم خواہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے بال یا ناخن کاٹے یا خوشبو استعمال کرے اور خاص طور پر مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مخصوص شکل کا سلا ہوا کپڑا جیسے قمیص وغیرہ اپنے پورے بدن پر یا جسم کے بعض حصے پر پہنے جیسے بنیان، پائجامہ، موزے، جراب وغیرہ، ہاں اگر تہبند نہ پائے تو پائجامہ پہن لے اور اسی طرح جس کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ کاٹے بغیر موزے پہن سکتا ہے جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عباسؓ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص جوتے نہ پائے وہ موزے پہن لے اور جو تہبند نہ پائے وہ پائجامہ پہن لے۔" (بخاری: ۲ / ۸۶۳، مسلم: ۱ / ۳۷۳)

رہی عبداللہ بن عمرؓ کی وہ حدیث، جس میں بوقت حاجت موزوں کو کاٹ کر پہننے کا حکم دیا گیا ہے۔ (بخاری: ۲ / ۸۶۳) تو وہ منسوخ ہے کیونکہ نبی ﷺ سے جب مدینہ طیبہ میں پوچھا گیا کہ محرم کونسا کپڑا پہنے تو اس وقت آپ نے یہ فرمایا تھا، لیکن جب عرفات میں آپ نے خطبہ دیا تو جوتا نہ ہونے کے وقت موزہ پہننے کا حکم فرمایا، لیکن اس کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا اور اس خطبہ میں وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کا مدینہ والا جواب نہیں سنا تھا اور بیان کو ضرورت کے وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ علم اصول سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا موزوں کے کاٹنے کے حکم کا منسوخ ہونا ثابت ہوا۔ اگر یہ ضروری ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے ضرور بیان فرماتے۔ (۱)

محرم کے لئے ان موزوں کا پہننا جائز ہے، جو ٹخنے کے نیچے تک ہوں اس لئے

---

(۱)۔ امام احمدؒ کے ایک قول کے مطابق شیخ رحمہ اللہ نے کو کاٹنے کے حکم کو منسوخ کہا ہے۔ مگر جمہور کا موقف ہی درست ہے۔ دونوں روایتوں میں مطلق ومقید کے معروف اصول کے مطابق تطبیق ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ علامہ ابن قدامہؒ نے بھی کاٹنے کو ہی اولیٰ اور احوط قرار دیا ہے۔ (المغنی: ۳/۲۷۵) (اثری)

کہ وہ بھی جوتے ہی کی جنس سے ہیں۔ نیز محرم کیلئے چادر کی گرہ باندھنا اور اس کو کپڑے سے لپیٹنا وغیرہ بھی جائز ہے، کیونکہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہیں، اسی طرح محرم غسل کرسکتا ہے، اپنا سر دھوسکتا ہے اور آہستہ و نرمی سے سر کھجلا سکتا ہے اگر کھجلانے سے کوئی چیز گر پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

محرم عورت کیلئے چہرہ پر سلا ہوا کپڑا پہننا جیسے برقع اور نقاب اور ہاتھوں پر دستانہ وغیرہ کا استعمال حرام ہے۔ اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''عورت نہ نقاب باندھے، نہ (قفاز) دستانے پہنے۔'' (بخاری: ۲۲۸/۱)

''قفاز'' اس کپڑے کو کہتے ہیں، جو اون یا سوت سے ہاتھ کے برابر (دستانے کے طور پر) بنایا جاتا ہے۔ البتہ عورت کیلئے اس کے علاوہ دوسرے سلے ہوئے کپڑے جیسے قمیض، پائجامہ، موزہ اور جراب وغیرہ کا استعمال جائز ہے اور اسی طرح اس کیلئے بوقت ضرورت چہرے پر اوڑھنی ڈالنا بھی جائز ہے اور اوڑھنی اس کے چہرے پر لگتی رہے تو کوئی حرج نہیں اور کپڑے کو چہرے سے دور رکھنے کے لئے کوئی چیز استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتی تھیں۔ جب لوگ ہمارے سامنے آتے تو عورتیں اپنے

چہروں پر اوڑھنیاں لٹکا لیتیں اور جب وہ چلے جاتے تو اٹھا لیتیں۔

(ابو داؤد: ۲ / ۱۰۴، ابن ماجہ: ۲۱۶، دارقطنی: ۲ / ۲۹۴-۲۹۵)

اسی طرح کپڑوں سے اپنے ہاتھوں کو ڈھانپنا بھی جائز ہے اور جب اجنبی مرد موجود ہوں، تو چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وہ سب اعضاء پردہ کے حکم میں ہیں:

﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ ﴾ (النور: ۳۱)

''عورتیں اپنی زینتوں کو اپنے شوہر کے علاوہ ظاہر نہ کریں''۔

بلاشبہ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں زینت کا سب سے بڑا مقام ہیں اور چہرے کو ہتھیلی سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

''اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے اور ان کے دل کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے۔

اکثر عورتیں اوڑھنی کے نیچے جو پٹی لگاتی ہیں تاکہ اوڑھنی چہرے سے اٹھی رہے تو ہمارے علم کی حد تک شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اگر یہ مشروع

ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے اس کو ضرور بیان کرتے اور آپ اس کی طرف سے خاموش نہ رہتے۔

محرم عورتوں اور مردوں کے لئے میل کچیل یا کسی اور وجہ سے احرام کے کپڑوں کا دھونا اور بدلنا بھی جائز ہے۔ لیکن کسی ایسے کپڑے کا پہننا جائز نہیں جس کو زعفران یا ورس (کمیلہ) لگا ہو۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث (بخاری: ۱/ ۲۰۹) میں اس سے منع فرمایا ہے اور محرم کے لئے ضروری ہے کہ بیہودہ گوئی، فسق اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾ (البقرہ: ۱۹۷)

’’حج کے مقررہ مہینے ہیں، جو شخص ان میں حج ادا کرے تو شہوانی عمل، نہ فسق اور نہ ہی حج میں جھگڑا کرے۔‘‘

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد ثابت ہے:

’’جو شخص حج کرے اور اس میں شہوانی عمل اور فسق نہ کرے تو اس دن کی طرح کا ہو کر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔‘‘

(بخاری: ۱/ ۲۰۶، مسلم: ۱/ ۴۳۶)

''الرَّفث'' کہتے ہیں جماع اور فحش بات اور کام کو۔
''الفُسُوق'' عام گناہوں کو کہتے ہیں۔
''الجدال'' باطل یا بے فائدہ باتوں میں لڑائی کرنا۔

لیکن وہ بحث جو حق کے اظہار اور باطل کے رد کے لئے اچھے طریقہ سے کی جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا تو حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ﴾ (النحل: ۱۲۵)

''اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور لوگوں سے اچھے طریقہ پر بحث کرو۔''

اور محرم مرد کے لئے کسی چپکنے والی چیز سے سر ڈھانپنا حرام ہے: جیسے ٹوپی، غترہ اور عمامہ وغیرہ اور اسی طرح چہرہ بھی ڈھانپنا حرام ہے۔ کیونکہ عرفہ کے دن جو صحابی اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئے تھے، ان کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کو پانی اور بیری سے غسل دو اور احرام والے ان کے دونوں کپڑوں میں ان کو کفن دے دو اور ان کا سر اور چہرہ نہ ڈھانپو کیونکہ قیامت

کے دن وہ لبیک کہتے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔

(متفق علیہ: بخاری: ۱/ ۲۴۹، مسلم: ۱/ ۳۸۴، یہ مسلم کے الفاظ ہیں)

لیکن گاڑی کی چھت یا چھتری وغیرہ سے سایہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ خیمہ اور درخت وغیرہ سے سایہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی کرتے وقت نبی ﷺ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا (مسلم: ۱/ ۴۱۹، ابوداؤد: ۲/ ۱۰۵، نسائی: ۲/ ۴۳) اور یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مقام نمرہ میں آپ کے لئے ایک خیمہ نصب کیا گیا تھا جس کے نیچے عرفہ کے دن آپ آفتاب ڈھلنے تک بیٹھے رہے۔

(مسلم: ۱/ ۳۹۶، ابوداؤد: ۲/ ۱۲۷، نسائی: ۱/ ۲۷، دارمی: ۲/ ۴۷)

اور محرم مرد وعورت پر خشکی کا شکار کرنا، اس میں مدد دینا، شکار کو اپنی جگہ سے بھگانا، نکاح کرنا، جماع کرنا، عورتوں کو شادی کا پیغام دینا اور شہوت کے ساتھ ان سے میل جول رکھنا، سب حرام ہے، جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”محرم نہ نکاح کرائے اور نہ شادی کا پیغام دے۔“ (مسلم: ۱/ ۴۵۳)

اگر محرم غلطی یا جہالت سے سلے ہوئے کپڑے پہن لے یا سر ڈھانپ لے یا خوشبو لگا لے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں۔(بخاری : ۱/ ۲۰۸، ۲۴۹) اور جب یاد آئے یا جان جائے تو اس کو دور کر دے۔(مسلم : ۱/ ۳۷۴) اسی طرح جو شخص غلطی سے بال مونڈ لے یا اپنے بال میں سے کچھ کتر لے یا بھول کر یا جہالت سے اپنے ناخن کاٹ لے تو صحیح روایت کے مطابق اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے اور مسلمان خواہ محرم ہو یا غیر محرم، مرد ہو یا عورت اس کو حرم کا شکار کرنا اور اس کے قتل پر آلہ یا اشارے سے مدد پہنچانا اور اسی طرح شکار کو اس کی جگہ سے بھگا کر لے جانا حرام ہے۔ نیز حرم کے درخت اور اس کے سبزہ زاروں کو کاٹنا اور اس کی پڑی ہوئی چیزوں کو اٹھانا حرام ہے، اس کے سوا جو اس کی پہچان اعلان کروانے والا ہو۔ اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''یہ شہر یعنی مکہ اللہ کی حرمت کیساتھ قیامت تک حرام ہے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے، نہ اس کا شکار بھگایا جائے نہ اس کی گھاس کاٹی جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اعلان کروانے کے علاوہ کوئی اٹھائے۔(بخاری: ۱/ ۲۱۶، مسلم : ۱/ ۴۳۷) ''منشد'' کہتے ہیں پہچان کرانے والے کو اور ''خلا'' کہتے ہیں تازہ گھاس کو۔'' اور منٰی ومزدلفہ حرم ہے اور عرفہ حِل میں ہے۔

مکہ میں آنے کے بعد حاجی کیا کرے؟

حاجی جب مکہ پہنچ جائے تو اس کو چاہیے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے۔اس لئے کہ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔(بخاری ۱:/۲۱۴ و مسلم ۱:/۴۱)

اور جب مسجد حرام پہنچے تو مسنون ہے کہ اپنا دایاں پاؤں پہلے اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. (ابو داؤد: ۱/ ۱۷۵، مسند احمد: ۶/ ۲۸۳)

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول پر اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ عظمت والے کی اور بزرگ ذات اور اس کی قدیم سلطنت کی، شیطان مردود سے، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

اور یہی دعا سب مسجدوں میں داخل ہونے کے وقت پڑھے، مسجد حرام

میں داخلہ کے لیے جہاں تک میں جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے کوئی مخصوص دعا ثابت نہیں۔

مسجد حرام میں داخلہ اور طواف کا بیان

حاجی جب کعبہ کے پاس پہنچے تو اگر وہ حج تمتع یا عمرہ کرنے والا ہے تو طواف شروع کرنے سے پہلے لبیک کہنا بند کردے۔ پہلے حجر اسود کے سامنے آئے اور اس کو داہنے ہاتھ سے چھوئے اگر ممکن ہو تو بوسہ دے، لیکن کسی کو دھکا دے کر تکلیف نہ پہنچائے اور چھوتے وقت کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ یا صرف اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔(مجمع الزوائد: ۳/ ۲۳۹)

''اگر بوسہ دینا مشکل ہو تو ہاتھ یا چھڑی سے اس کو چھوئے۔ پھر اپنی چھڑی یا ہاتھ کو بوسہ دے۔ اگر استلام بھی مشکل ہو تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر اشارہ ہی کرلے۔(بخاری: ۱/ ۲۱۹ وابوداؤد: ۲/ ۱۱۸)

لیکن جس چیز سے اشارہ کرے اس کو بوسہ نہ دے اور بیت اللہ کو طواف کی حالت میں اپنی بائیں جانب کرے۔ اگر طواف کے شروع میں یہ دعا پڑھے تو بہتر ہے:

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَ تَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَ وَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مجمع الزوائد: ۳/ ۲۴۰)

''اے اللہ تجھ پر ایمان لا کر اور تیری کتاب کی تصدیق کر کے اور تیرے عہد کی وفا کر کے اور تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے۔''

اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا مروی[1] ہے۔ اور سات چکر طواف کرے پہلے تین چکر میں رمل کرے۔ یہ اس طواف میں کرے گا جو مکہ آتے ہی سب سے پہلے کرتا ہے، خواہ یہ طواف عمرہ کا ہو یا تمتع کا یا قران کا یا حج کا، بقیہ چار چکروں میں معمولی رفتار سے چلے۔ ہر چکر حجر اسود سے شروع کر کے اسی پر ختم کرے گا۔ ''رمل'' کہتے ہیں چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ تیز چلنا اور اس پورے طواف میں اضطباع کرے گا۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے طواف میں نہیں

---

(۱) یہ دعا حضرت ابن عمرؓ سے موقوفاً صحیح سند سے تو ثابت ہے مگر مرفوعاً ثابت نہیں۔ ملاحظہ ہو تلخیص الحبیر (ج ۲ ص ۲۴۷)۔۔۔ اثری

کرے گا۔''اضطباع'' کہتے ہیں طواف قدوم میں احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے گزار کر دونوں کنارے (ایک اگلی اور ایک پچھلی جانب سے) بائیں کندھے پر ڈالنا اور دائیں کندھے کو ننگا رکھنا۔ یاد رہے یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے۔''

اگر طواف کے چکروں کی تعداد میں شک پڑ جائے تو کم تعداد پر اپنے یقین کی بنیاد رکھے۔ یعنی اگر شک پڑ جائے کہ تین چکر ہیں یا چار، تو ان کو تین ہی سمجھے۔ اسی طرح سعی میں بھی کرے۔ جب طواف سے فارغ ہو جائے تو اپنی چادر کو اوڑھ لے اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے چادر سے اپنے دونوں کندھوں کو ڈھانپ لے۔

عورتوں کے لیے پردہ اور ترک زینت ضروری ہے

عورتوں کے لئے جس چیز سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا ضروری ہے، وہ ان کا زینت اور مہکنے والی خوشبوؤں کو لگا کر بے پردگی کے ساتھ طواف کرنا۔ طواف کی حالت میں پردہ کرنا اور زینت سے پرہیز کرنا ان کے لئے ضروری ہے۔ اور ان حالات میں اور بھی زیادہ ضروری ہے جب کہ مردوں کے ساتھ ان کا ملنا جلنا زیادہ ہو اس لئے کہ عورتیں مکمل پردہ کے لائق ہیں اور فتنہ بھی ہیں

اور عورت کا چہرہ اس کی زینت کو سب سے زیادہ ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا محرم (جس سے نکاح حرام ہے) کے سوا کسی کے سامنے اس کا ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ ﴾ (النور: ۳۱)

زینت کو شوہروں کے سوا کسی کیلئے ظاہر نہ کریں۔

لہٰذا حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت مرد اگر اُن کو دیکھتے ہوں تو وہ اپنا چہرہ نہ کھولیں۔ اگر حجر اسود کو چھونے اور بوسہ دینے کی گنجائش میسر نہ ہو تو مردوں کے ساتھ بھڑنا اور کشمکش کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہے، بلکہ اس وقت ان کو چاہیے کہ مردوں کے پیچھے رہ کر طواف کریں، یہ ان کے لئے مردوں سے بھڑ کر بیت اللہ کے قریب طواف کرنے سے زیادہ بہتر اور ثواب کے اعتبار سے بھی زیادہ ہے اور اس طواف قدوم کے سوا رمل اور اضطباع کسی اور طواف میں جائز نہیں اور نہ سعی میں جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے رمل اور اضطباع جائز ہے۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے رمل اور اضطباع صرف اپنے اس پہلے طواف میں کیا ہے، جب آپ مکہ تشریف لائے تھے۔ (بخاری ۱/ ۲۱۸، مسلم ۱/ ۴۱۰) اور محرم کو طواف کی حالت میں باوضو اور خبائث سے پاک رہنا چاہیے اور اپنے رب کیلئے

جھکا ہوا اور متواضع رہنا چاہیے اور طواف کی حالت میں کثرت سے اللہ کا ذکر اور دعا کرتے رہنا چاہیے اگر طواف میں کچھ قرآن بھی پڑھتا رہے تو اور بہتر ہے۔

طواف وسعی کی کوئی مخصوص دعا نہیں

اور نہ اس طواف اور اس سعی میں، نہ اس کے علاوہ کسی بھی طواف وسعی میں کسی بھی مخصوص ذکر و دعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔ جن لوگوں نے طواف وسعی کے ہر چکر کے لئے ایک مخصوص دعا ایجاد کرلی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ جو بھی ذکر و دعا میسر ہو اس کا پڑھنا کافی ہے۔ جب رکن یمانی کے مقابل آئے تو **بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَر** کہہ کر اپنے داہنے ہاتھ سے اس کو چھولے، لیکن اس کو بوسہ نہ دے اور نہ اپنے ہاتھ کو بوسہ دے۔ اگر رکن یمانی کا چھونا مشکل ہو تو طواف جاری رکھے اور رکن یمانی کی طرف نہ اشارہ کرے اور نہ اس کے سامنے آکر **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کہے۔ اس لئے کہ ہمارے علم کی حد تک یہ بھی نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھنی مستحب ہے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (ابوداؤد: ۲/ ۱۱۹)

''اے ہمارے رب ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور
جہنم کے عذاب سے بچا۔''

اور حجر اسود کے سامنے جب آئے تو اس کو چھوئے اور بوسہ دے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ اگر چھونا اور بوسہ دینا آسان نہ ہو تو جب بھی سامنے آئے تو اس کی طرف اشارہ کرے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ پوری مسجد الحرام اور مقام ابراہیم کے پیچھے سے طواف کرنے میں کچھ حرج نہیں اور بھیڑ کے وقت اگر مسجد کے برآمدوں میں طواف کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ لیکن کعبہ کے قریب طواف افضل ہے بشرطیکہ آسان ہو۔ اگر ممکن ہو تو طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے۔ اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو مسجد کے کسی بھی حصہ میں پڑھ لے۔

ان دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کا پڑھنا مسنون ہے۔(مسلم : ۱/ ۳۹۵) اگر ان کے علاوہ کوئی اور سورتیں پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ نماز کے بعد حجر اسود کا رخ کرے۔ اگر ممکن ہو تو نبی ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے اس کو داہنے ہاتھ سے چھولے۔ پھر باب الصفا سے صفا کی طرف نکل جائے اس پر چڑھ کر کھڑا

ہو جائے۔ سعی کی ابتداء سے پہلے صفا کے قریب قرآن مجید کی یہ آیت پڑھے۔

﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ﴾ (البقرہ: ۱۵۸)

(اور یہ بھی کہے اَبْدَأُ بِمَابَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ (مسلم: ۱/ ۳۹۵))

سعی اور اس کے آداب کا بیان

اگر ممکن ہو تو صفا پر چڑھنا افضل ہے اور مستحب ہے کہ قبلہ رخ ہو اور اللہ کی حمد بیان کرے اور کہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ. (مسلم: ۱/ ۳۹۵، ۳۹۶)

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا اس نے تمام لشکروں کو شکست دی۔''

اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر جس قدر بھی دعا کر سکتا ہو کرے۔ مذکورہ بالا ذکر اور دعا تین مرتبہ پڑھے۔ پھر وہ مروہ کی طرف چلے۔ جب پہلے سبز نشان پر پہنچے، تو مرد چلنے میں تیزی کرے (دوڑے) یہاں تک کہ دوسرے نشان تک پہنچ جائے۔ لیکن عورت ان دونوں نشانوں کے بیچ نہ دوڑے، اس لیے کہ وہ عورت ہے۔ اُس کے لئے پوری سعی میں صرف چلنا ہے۔ پھر چل کر مروہ پر چڑھے یا مروہ کے پاس کھڑا ہو جائے، چڑھنا اگر ممکن ہو تو افضل ہے، مروہ پر بھی وہی دعا کرے جو صفا پر کی تھی۔ البتہ قرآن مجید کی یہ آیت ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ..﴾ (الآیۃ) نہ پڑھے کیونکہ یہ صرف پہلے چکر سے قبل صفا کے قریب پڑھی جاتی ہے۔

پھر اتر کر چلنے کی جگہ چلے اور دوڑنے کی جگہ دوڑے، یہاں تک کہ صفا تک پہنچ جائے، ایسا سات مرتبہ کرے، جانا ایک چکر ہے اور لوٹنا ایک چکر ہے۔ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے اور آپ کا ارشاد ہے:

خُذُوا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ (بیھقی: ۱۲۵/۵، نسائی: ۲ / ۴۳، مسلم: ۱/ ۴۱۹، ارواء الغلیل: ۴ / ۲۷۱) مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو، سعی میں جہاں تک ممکن ہو، ذکر و دعا کثرت سے کرنا چاہیے اور حدث و نجاست سے پاک رہنا چاہیے۔ اگر بغیر وضو بھی سعی کرے تو کافی ہے۔ اسی طرح اگر طواف کے بعد عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے اور وہ سعی کرے تو اس کی سعی ہو جائے گی اس لئے کہ سعی میں طہارت شرط نہیں ہے اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ طہارت اس میں مستحب ہے۔ جب سعی پوری کر لے تو اپنے بال منڈوا لے یا چھوٹے کروا لے۔ مرد کیلئے بال منڈوانا افضل ہے لیکن اگر عمرہ میں قصر کرے اور حلق (بال منڈوانا) حج کیلئے چھوڑ دے تو بہتر ہے اگر اس کا مکہ آنا حج کے وقت سے قریب ہو تو اس کے حق میں بال چھوٹے کروانا افضل ہے تاکہ حج میں بقیہ بال منڈوا لے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب جب ۴ ذی الحجہ کو مکہ آئے، تو آپ نے ان لوگوں کو جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے، حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں اور بال چھوٹے کروالیں۔ (بخاری: ۱ / ۲۱۳) آپ نے انہیں بال منڈوانے کا حکم نہیں دیا تھا اور پورے سر کے بال چھوٹے کروانا ضروری ہے، سر کے بعض حصے کے بال

چھوٹے کروانا کافی نہیں۔اسی طرح سر کے بعض حصے کا منڈوانا بھی کافی نہیں اور عورت کیلئے صرف بال چھوٹے کروانا ہی شرعی حکم ہے۔ اسکو چاہیے کہ چوٹی (مینڈھی) سے انگلی کے پورے کے برابر یا اس سے کم بال کاٹ لے۔عورت اس سے زیادہ بال نہ کاٹے۔

اتنی باتیں محرم کرے تو اس کا عمرہ پورا ہو گیا اور اس کے لئے ہر وہ چیز حلال ہو گئی جو احرام کی وجہ سے حرام تھی البتہ جو شخص قربانی کا جانور حِل (بیرونِ حدودِ حرم) سے لایا ہو تو وہ احرام کی حالت میں رہے گا اور حج وعمرہ دونوں کر کے حلال ہو گا۔

جس شخص نے صرف حج یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو،اس کے لئے مسنون ہے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دے اور جس طرح حج تمتع والا کرتا ہے وہ بھی ایسا ہی کرے۔ ہاں اگر جانور ساتھ لایا ہے تب نہیں۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا:

لَوْلَا اَنِّیْ سُقْتُ الْهَدْیَ لَاَحْلَلْتُ مَعَکُمْ ۔

(بخاری : ۱ /۲۲۱، ۲۱۳)

''اگر میں جانور نہ لایا ہوتا تو تمہارے ساتھ حلال ہو گیا ہوتا''

اور جب عورت کو عمرہ کے احرام کے بعد حیض یا نفاس آ جائے، تو پاک ہونے تک نہ بیت اللہ کا طواف کرے، نہ صفا و مروہ کی سعی کرے اور جب پاک ہو جائے تو طواف اور سعی کرے اور بال بھی کاٹے۔ اس سے اس کا عمرہ پورا ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) سے پہلے پاک نہ ہو سکے، تو جہاں ٹھہری ہوئی ہے، وہیں سے حج کا احرام باندھ لے اور سب لوگوں کے ساتھ منیٰ چلی جائے۔ اس طرح وہ قارن ہو جائے گی۔ اور عرفات و مشعر الحرام کے وقوف اور کنکری مارنے اور مزدلفہ و منیٰ میں رات گزارنے، قربانی کا جانور ذبح کرنے اور بال چھوٹے کرانے میں ایسا ہی کرے جیسا سب حاجی کرتے ہیں۔ جب پاک ہو جائے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کا ایک طواف اور ایک سعی کر لے یہ اس کے حج و عمرہ دونوں ہی کے لئے کافی ہوگا۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث کے مطابق ان کو عمرہ کے احرام کے بعد حیض آیا، تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

''حاجی جو کچھ کرتے ہیں تم بھی کرو، صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔'' (بخاری : ۱/ ۴۴ و مسلم : ۱/ ۳۸۹)

جب حائضہ اور نفاس والی عورت قربانی کے دن کنکریاں مار لے اور اپنے بال چھوٹے کر لے تو اس کے لئے وہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی جو احرام کی

وجہ سے حرام تھیں جیسے خوشبو، وغیرہ۔ سوائے شوہر کے یہاں تک کہ اپنا حج پورا کرے۔ جب دوسری پاک عورتوں کی طرح وہ بھی اپنا حج پورا کر لے اور پاک ہونے کے بعد طواف وسعی کر لے تو اس کے لئے اس کا شوہر بھی حلال ہو گیا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منٰی جانے کا بیان

جب آٹھویں ذی الحجہ (ترویہ کا دن) آئے تو مکہ میں مقیم اور اہل مکہ میں سے جو لوگ حج کا ارادہ رکھتے ہوں، وہ اپنے گھروں سے حج کا احرام باندھیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مقام أبطح میں مقیم تھے اور انہوں نے آپ کے حکم سے یوم الترویہ کو اپنے مقام ہی سے حج کا احرام باندھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ نہیں فرمایا کہ وہ بیت اللہ جائیں اور وہاں یا میزاب کے پاس سے احرام باندھیں۔ اسی طرح آپ نے ان کو منٰی جانے کے وقت طواف کا بھی حکم نہیں دیا تھا۔ اگر یہ شریعت میں ہوتا تو آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کو ضرور بتلاتے اور بھلائی تو سب کی سب نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی اتباع میں ہے۔

اور حج کے احرام کے وقت غسل کرنا، خوشبو استعمال کرنا اور صاف ستھرا ہونا

مستحب ہے جیسے میقات کے پاس احرام باندھتے وقت کیا جاتا ہے۔

یوم الترویہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد زوال سے پہلے یا بعد، منی کی طرف جانا مسنون ہے اور جمرۃ العقبہ کو رمی کرنے تک کثرت سے لبیک پکارنا چاہیے اور حاجی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر منٰی ہی میں پڑھیں گے اور سنت یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر قصر پڑھی جائے، جمع نہ کی جائے سوائے مغرب اور فجر کے، کہ ان میں قصر جائز نہیں۔ اہل مکہ اور دوسروں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ اور دوسروں کو منٰی، عرفہ اور مزدلفہ میں قصر ہی نماز پڑھائی تھی اور مکہ والوں کو نماز پوری کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اگر یہ ضروری ہوتا تو آپ ان سے بیان فرما دیتے۔

۹ر ذی الحجہ کو عرفہ جانے کا بیان

عرفہ کے دن آفتاب نکلنے کے بعد حاجی منٰی سے عرفہ کی طرف جائیں گے اور مسنون ہے کہ لوگ زوال تک مقام نمرہ ہی میں ٹھہرے رہیں بشرطیکہ ایسا کرنا ممکن ہو، تاکہ رسول اللہ ﷺ کے عمل کی اقتداء ہو جائے۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد امام یا اس کا نائب لوگوں کو ایسا مناسب حال خطبہ دے، جس میں اس دن

اور اس کے بعد والے دنوں کے لیے ان باتوں کا ذکر ہو، جو حاجی کیلئے ضروری ہیں۔ خطیب لوگوں کو تقویٰ اور توحید الٰہی اور اعمال میں خلوصِ نیت کی تاکید کرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے ڈرائے اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو مضبوط پکڑنے کی وصیت کرے اور کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ کو اپنے تمام کاموں میں فیصلہ کن بنانے کی ترغیب دے تاکہ ان تمام باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہو۔ خطبہ کے بعد لوگ ظہر وعصر اول وقت میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مطابق قصر اور جمع پڑھیں۔ (مسلم: ۱ / ۳۹۷)

عرفات میں وقوف اور اس کے آداب کا بیان

اس کے بعد لوگ مقام عرفہ میں وقوف کریں۔ بطنِ عُرنَہ کے علاوہ پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے اگر ممکن ہو تو قبلہ اور جبل رحمت کو سامنے کرنا مستحب ہے۔ اگر دونوں کو سامنے کرنا ممکن نہ ہو تو قبلہ کو سامنے کرلے اور جبل رحمت کو سامنے نہ کرے۔ اس وقوف میں حاجی کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس سے دعا اور اس کی طرف آہ وزاری میں پوری جدوجہد کرے۔ دعا کے وقت دونوں ہاتھوں

کو اٹھائے ، اگر لبیک پکارتا ہے اور قرآن بھی پڑھتا رہے تو اور بھی بہتر ہے
مندرجہ ذیل دعا بکثرت پڑھنا مسنون ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''سب سے اچھی دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے
اور سب سے اچھی دعاء جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کی، وہ یہ ہے:

لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ. (ترمذی: ۴/ ۲۸۵)

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک
نہیں، اسی کیلیے ملک ہے، اسی کیلیے حمد ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا
ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ سے بسندِ صحیح ثابت ہے کہ چار کلمے اللہ کو سب سے زیادہ
پیارے ہیں:

''سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' (مسلم: ۱/ ۳۴۵ وترمذی: ۴/ ۲۸۷)

اس دعا کو خشوع وخضوع قلب کے ساتھ کثرت سے بار بار پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح شرع میں جو دوسرے اذکار ودعائیں جو ہر وقت پڑھی جاسکتی ہیں، ان کو بھی کثرت سے پڑھے، بالخصوص اس جگہ اور اس عظیم دن میں اور بھی زیادہ دعائیں پڑھنا چاہیے اور جامع اذکار ودعاؤں کو خصوصیت سے منتخب کرنا چاہیے، جن میں سے خاص طور پر یہ دعائیں ہیں:

قرآن وحدیث کی منتخب دعائیں

۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

(بخاری: ۲ / ۱۲۹ و مسلم: ۲ / ۳۴۴)

"پاک ہے اللہ ساتھ اپنی تعریف کے، پاک ہے اللہ عظمت والا۔"

۲) ﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

(الانبیآء: ۸۷)

"تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالم ہوں۔"

۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ

وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ. (مسلم: ۱ / ۲۱۸ ، ابوداؤد : ۱ / ۵۵۷)

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور ہم سب اسی کی بندگی کرتے ہیں، اسی کے لئے نعمت ہے اور فضل، اور اسی کیلئے اچھی تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں خالص کرتے ہیں اسی کیلئے دین کو خواہ کافر پسند نہ کریں۔

۴) لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(بخاری: ۱ / ۹۴۹ و مسلم: ۲/ ۳۴۶، ترمذی: ۴ / ۲۸۴)

''نہیں ہے کوئی حرکت اور قوت اللہ کے سوا''۔

۵) ﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ (البقرہ : ۲۰۱، مسلم: ۲/ ۳۴۴)

''اے ہمارے رب عطا کر ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔''

٦) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ

وَاَصْلِحْ لِي دُنْيَایَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَالْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ.

''اے اللہ! میرے لئے میرے دین کو سُدھار دے جو میرے کام کی عصمت ہے اور میرے لئے میری دنیا سُدھار دے جس میں میری روزی ہے، اور میرے لئے میری آخرت سدھار دے، جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں زیادتی کا باعث بنادے اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت بنادے۔'' (مسلم : ۲ / ۳۴۹)

۷) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ (بخاری: ۱/ ۹۷۹، مسلم: ۲/ ۳۴۷)

''میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی آزمائش کی سختی سے، اور نحوست کے پانے سے، برے فیصلے سے اور دشمنوں کے ہنسنے سے''۔

۸) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَ الْحَزَنِ وَمِنَ الْعَجْزِ

وَالْكَسَلِ وَمِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَمِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

(بخاری: ۱/ ۴۰۵، ابوداوٗد: ۱/ ۵۶۶، نسائی: ۲/ ۳۱۵)

''اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور عاجزی وسستی و بزدلی اور بخل و گناہ سے اور تاوان سے اور قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کے دباؤ سے''۔

۹) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّءِ الْاَسْقَامِ. (ابوداوٗد: ۱/ ۳۶۹، نسائی: ۲/ ۳۱۴)

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پھلبہری سے، جنون سے اور کوڑھ سے اور بری بیماریوں سے''۔

۱۰) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. (ابوداوٗد: ۴/ ۴۷۹، ابن ماجہ: ۲۸۴)

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں درگزر کا اور دنیا و آخرت میں عافیت کا''

۱۱) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ. (ابو داؤد: ۴ / ۴۷۹، ابن ماجہ: ۲۸۴)

''اے اللہ! میں تجھ سے درگذر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں اپنے دین اور دنیا اور اہل اور مال کے بارے میں۔''

۱۲) اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ.

(ابو داؤد: ۴/ ۴۷۹ ، ابن ماجہ: ۲۸۴)

''اے اللہ! میرے عیب کو چھپا دے اور مجھے خوف سے محفوظ رکھ اور میری حفاظت کر میرے سامنے، پیچھے اور دائیں بائیں اور اوپر سے اور تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نیچے دھنسا دیا جاؤں۔''

۱۳) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَااَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ. (بخاری: ۲ / ۹۴۷ و مسلم: ۲ / ۳۴۹)

''اے اللہ! میرے لیے بخش دے میری خطا، نادانی اور میرے کام میں میری زیادتی کو اور جو کچھ بھی تو میری طرف سے جانتا ہے۔''

۱۴) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ. (بخاری: ۲/ ۹۴۷ و مسلم: ۲/ ۳۴۹)

''اے اللہ! تو میرے سچ مچ کئے ہوئے اور ہنسی دل لگی میں کئے ہوئے، بے قصد و بے ارادہ کئے ہوئے اور قصد و ارادہ سے کئے ہوئے تمام گناہوں کو معاف فرمادے اور یہ سب گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں''۔

۱۵) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بخاری:۲/ ۹۴۶، مسلم ایضا)

''اے اللہ! معاف کردے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور بعد میں کیا اور جو کچھ خفیہ کیا اور جو اعلانیہ کیا اور جس کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

۱۶) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَ الْعَزِیْمَةَ عَلٰی

الرُّشْدِ وَأَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وأَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ.

(ترمذی: ۴/ ۲۳۲، نسائی : ۱/ ۱۵۳)

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کام میں ثابت قدمی کا اور ہدایت پر استقلال کا اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری نعمت پر شکر کا اور تیری عبادت اچھی طرح کرنے کا اور تجھ سے سوال کرتا ہوں قلب سلیم کا اور سچی زبان کا اور سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جس کو تو جانتا ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اپنی اس برائی سے جس کو تو جانتا ہے اور مغفرت چاہتا ہوں تجھ سے اس برائی کی جس کو تو جانتا ہے، بے شک تو ہی غیب کا جاننے والا ہے۔''

۱۷) اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاذْهَبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ

مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَبْقَیْتَنِیْ۔ (مسند احمد: ۶/ ۳۰۲، طبری: ۳/ ۱۸۸، درمنثور: ۲/ ۸ و ابن کثیر: ۱/ ۳۲۳)

"اے اللہ! نبی محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کے غصے کو دور کردے اور گمراہ کن فتنوں سے مجھے بچا جب تک تو مجھ کو زندہ رکھے۔"

۱۸) اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، مُنَزِّلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ۔ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ۔

(مسند احمد: ۲/ ۵۳۶، عمل الیوم واللیلۃ: ص ۱۹۱، فتح الباری: ۱۱/ ۱۳۳)

’’اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے رب اور عرش عظیم کے رب! ہمارے اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تورات انجیل اور قرآن کو اتارنے والے! میں ہر چیز کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تو ہی اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے، تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے، اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو باطن ہے تیرے سوا کوئی چیز نہیں، میری طرف سے قرض ادا کرے اور مجھے فقر سے بے نیاز کر دے۔‘‘

۱۹) اَللّٰھُمَّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا. (مسلم: ۲/ ۳۵۰، نسائی: ۲/ ۳۱۲)

’’اے اللہ! عطا کر میرے نفس کو اسکی پرہیز گاری اور اس کو صاف کر دے، تو ہی سب سے اچھا اس کو صاف کرنے والا ہے تو ہی اس کا ولی اور مولا ہے۔‘‘

۲۰) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (مسلم: ۲/ ۳۴۷، نسائی: ۲/ ۳۱۲)

''اے اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں مجبوری اور سستی سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور بڑھاپے سے اور بخیلی سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے۔''

۲۱) اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُضِلَّنِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ.

(بخاری: ۲/ ۱۰۹۸، ۱/ ۱۵۱، مسلم: ۲/ ۳۴۹، مسند احمد: ۱/ ۲۹۸)

''اے اللہ! میں تیرے لئے فرمانبردار ہوا اور تیری ذات پر ایمان لایا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیرے سہارے لڑا، میں پناہ چاہتا ہوں تیری عزت کی کہ تو مجھے گمراہ کردے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو زندہ ہے مرے گا نہیں، اور جن وانسان مرجائیں گے۔''

۲۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ

لَهَا. (مسلم: ۲ / ۳۵۰، نسائی: ۲ / ۳۱۹)

''اے اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اور اس دل سے جو خوف نہ کھائے، اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو، اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔''

۲۳) اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِيْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ. (مستدرک حاکم: ۱/۵۳۲ و طبرانی: ۱۹/۱۹)

''اے اللہ! مجھ کو برے اخلاق، اور برے اعمال، اور بری خواہشات، اور بیماریوں سے بچا۔''

۲۴) اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ.

(ترمذی: ۴/ ۲۵۴)

''اے اللہ! تو میرے دل میں میری رشد و ہدایت ڈال دے، اور میرے نفس کے شر سے مجھے پناہ دے۔''

۲۵) اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ. (ترمذی، ۴/ ۲۷۶)

''اے اللہ! تو مجھے اپنا حلال رزق دے کر حرام سے بچا لے، اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے۔''

۲۶) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَ الْعَفَافَ وَالْغِنٰی. (مسلم: ۲/ ۳۵۰، ترمذی: ۴/ ۲۵۶)

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت، پارسائی، پاکدامنی اور بے نیازی کا۔''

۲۷) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالسَّدَادَ.

(مسلم: ۲/ ۳۵۰، مسند احمد: ۱/ ۱۳۸)

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت اور درستی کا۔''

۲۸) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ

وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَبِہٖ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَہٗ لِیْ خَیْرًا.

(ابن ماجہ: ۲۸۱، ۲۸۲، مسند احمد: ۶/ ۱۴۷)

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہر بھلائی کا جلد آنے والی ہو یا دیر سے، جس کو میں نے جانا، اور جس کو نہیں جانا اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر برائی سے جلد آنے والی ہو یا دیر سے، جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔ اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جس کو تیرے بندے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا، اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی برائی سے جس سے تیرے بندے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جنت کا اور اس عمل یا قول کا جو جنت سے قریب کر دے، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جہنم سے اور ہر اس قول و عمل سے جو مجھے جہنم سے قریب کر دے اور میں تجھ سے دعا کرتا

ہوں کہ تو اپنا ہر فیصلہ میرے حق میں بہتر بنا دے۔"

۲۹) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (مسند احمد: ۴/ ۲۲۷، ترمذی: ۴/ ۲۵۲)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

۳۰) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

(ابو داؤد: ۱/ ۳۰۸، نسائی: ۱/ ۱۱۳)

"پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہ کوئی حرکت ہے نہ قوت مگر اللہ بلند عظمت والے کے ساتھ۔"

۳۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ
وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

(بخاری: ۲/ ۲۰۷، ۹۳۱، مسلم: ۲/ ۱۷۵ نسائی: ۱/ ۱۵۲)

''اے اللہ! درود بھیج محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر۔ بے شک تو قابل تعریف بزرگی والا ہے اور برکت نازل کر محمد ﷺ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

میدانِ عرفات میں حاجی کو چاہیے کہ وہ مذکورہ بالا اذکار و دعائیں اور اس مفہوم کی دوسری دعائیں اور اذکار کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کثرت سے بھیجے۔ اور دعا میں آہ و زاری کرے اور اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگے۔ نبی ﷺ جب دعا مانگتے تھے تو دعا کو تین تین بار دہراتے تھے۔ (مسلم: ۲/ ۱۰۸) لہٰذا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرنی چاہیے۔

عرفات کے میدان میں مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے رب کی طرف رجوع

کریں اور اس کے سامنے عاجزی وزاری کریں، اس کی بارگاہ میں جھکیں، اس کے سامنے انکساری کریں۔ اس کی رحمت ومغفرت کی امید رکھیں اور اس کے عذاب و ناراضی سے ڈریں۔ اپنے نفس کا حساب لیں اور خالص توبہ کی تجدید کریں، اس لئے کہ یہ بہت بڑی عظمت اور بڑے اجتماع کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سخاوت کرتا ہے اور اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور اس دن کثرت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یوم عرفہ سے زیادہ کسی اور دن شیطان کو ذلیل وحقیر اور پریشان ہوتے نہیں دیکھا گیا سوائے بدر کے دن کے۔ اس لئے کہ شیطان دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کتنا فضل و احسان ہے اور کتنی کثرت سے وہ لوگوں کو آزاد اور معاف کرتا ہے۔ اور صحیح مسلم (۴۳۶/۱) میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''عرفات سے زیادہ کسی اور دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا اور وہ اس دن قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟''

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کو اپنی طرف سے بھلائی دکھائیں اور اپنے دشمن شیطان کو ذلیل کریں اور کثرت سے ذکر ودعا اور تمام گناہوں سے استغفار

وتوبہ کر کے شیطان کو مغموم کریں، اور آفتاب کے غروب ہونے تک حجاج برابر ذکر ودعا، اور آہ وزاری میں مشغول رہیں۔

جب آفتاب غروب ہو جائے تو لوگ اطمینان اور وقار کیساتھ مزدلفہ کی طرف لوٹ آئیں اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق کثرت سے لبیک پکاریں اور مزدلفہ میں جا کر پھیل جائیں اور عرفات سے آفتاب غروب ہونے سے پہلے واپس آنا جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب غروب ہونے تک وہاں ٹھہرے تھے۔ (مسلم : ۱ / ۳۹۸) اور آپ نے فرمایا: "خُذُوْا عَنِّیْ مناسککُمْ" مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔ (حوالہ گزر چکا ہے)

مُزدلفہ میں رات گزارنے کا بیان

جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو فوراً پہلے مغرب تین رکعات اور عشاء دو رکعت ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کر کے پڑھیں کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ (بخاری: ۱ / ۲۲۷) مزدلفہ میں لوگ مغرب کے وقت پہنچیں یا عشاء کے وقت نماز کی ترتیب یہی ہونی چاہیے جو لوگ مزدلفہ پہنچتے ہی نماز سے پہلے کنکریاں چننے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہی سنت ہے تو ایسا کرنا بالکل غلط ہے اس کی کوئی

دلیل نہیں۔

نبی ﷺ نے مشعر الحرام یعنی مزدلفہ سے منیٰ کی طرف واپسی پر اپنے لیے کنکریاں چننے کا حکم دیا تھا۔ (نسائی: ۲/۴۲) جس جگہ سے بھی کنکریاں چن لی جائیں جائز ہے، مزدلفہ سے چننے کو خاص نہ کیا جائے، بلکہ منیٰ سے بھی چننا جائز ہے۔ آج کے دن نبی ﷺ کی سنت سات کنکریاں چننا ہے جو جمرۃ العقبہ کو ماری جائیں گی۔ اسی میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔ بقیہ تین دن منیٰ ہی سے ہر روز اکیس کنکریاں چنی جائیں اور تین جمرات کو ماری جائیں۔

کنکریوں کو دھونا جائز نہیں بغیر دھوئے ہی مارنا چاہیے کیونکہ کنکریوں کا دھونا نہ تو آنحضور ﷺ سے ثابت ہے نہ آپ ﷺ کے اصحاب سے، اور استعمال شدہ کنکریوں کو دوبارہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

عورتوں اور بچوں کو نصف شب کے بعد منیٰ بھیجنا جائز ہے

حاجی کو چاہیے کہ آج کی رات مزدلفہ ہی میں گزاریں، البتہ کمزور عورتوں اور بچوں وغیرہ کو اگر اخیر رات میں منیٰ بھیج دیں تو حضرت عائشہؓ اور حضرت اُم سلمہؓ کی حدیث کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے۔

(بخاری: ۱/۲۲۸، مسلم: ۱/۴۱۷، ۴۱۸ و ابوداؤد: ۲/۱۳۹)

لیکن ان کے علاوہ دوسرے حجاج کے لئے ضروری ہے کہ نماز فجر پڑھنے تک مزدلفہ میں ہی مقیم رہیں۔ نماز فجر کے بعد قبلہ رخ ہوکر مشعر الحرام (پہاڑ) کے سامنے کھڑے رہیں اور کثرت سے ذکر الٰہی اور تکبیر اور دعا کریں یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ دعا کے دوران ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ حاجی مشعر الحرام ہی کے قریب کھڑے رہیں بلکہ جہاں کہیں کھڑے ہو جائیں کافی ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں یہاں یعنی مشعر الحرام کے قریب کھڑا ہوں اور پورا میدان مزدلفہ کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔" (مسلم: ۱/ ۴۰۰)

صبح روشن ہوتے ہی منٰی جانا اور کنکریاں مارنا وغیرہ

جب صبح خوب روشن ہو جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے منٰی کی طرف کوچ کر جائیں اور چلتے ہوئے کثرت سے لبیک پکاریں۔ جب وادی محسّر آ جائے تو جلدی سے گزریں۔ منٰی پہنچ کر جمرۃ العقبہ کے پاس لبیک کہنا بند کردیں، پھر یکے بعد دیگرے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے وقت ہاتھ اٹھائیں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اس بات کا خیال رہے کہ کنکری مارتے وقت کعبہ کو اپنی بائیں جانب اور منٰی کو دائیں جانب کر کے وادی کے اندر سے کنکری ماریں، کیونکہ نبی ﷺ نے

ایسا ہی کیا تھا۔(مسلم: ۱/ ۴۱۸، ۴۱۹) اگر دوسری جانب سے بھی ماردی اور کنکری جمرہ پر پڑ گئی تو کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کنکری رمی کی جگہ میں پڑی ہے بلکہ ضروری یہ ہے کہ اس کو لگ جائے۔ اگر لگ کر نکل جائے تو اہل علم کے مشہور قول کے مطابق کافی ہے۔ جس کی تشریح امام نوویؒ نے شرح المہذب میں کی ہے۔(شرح المھذب: ۸/ ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵) اور کنکریاں خذف کے برابر ہونی چاہئیں جو چنے سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔

کنکری مارنے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرے، ذبح کرنے کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هَذَا مِنْكَ وَلَكَ کہنا چاہیے اور جانور کو قبلہ رخ کرنا چاہیے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۴/ ۲۸۷)

اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کھڑا ہو اور اس کے اگلے گھٹنوں میں سے بایاں گھٹنا بندھا ہوا ہو۔ اور گائے و بکری کو بائیں پہلو لٹا کر ذبح کرنا چاہیے۔ اگر قبلہ کے علاوہ دوسری طرف ذبح کر دیا تو سنت چھوٹ جائے گی لیکن ذبح ہو جائے گا۔ کیونکہ ذبح کے وقت قبلہ رخ کرنا سنت ہے، واجب نہیں۔ اپنی قربانی کے گوشت سے خود کھانا، تحفہ دینا اور صدقہ کرنا مستحب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾ (الحج: ۲۸)

''اس میں سے خود کھاؤ اور محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ''۔

قربانی کے ایام کا بیان

اہل علم کے صحیح ترین قول کے مطابق قربانی کا وقت ایام تشریق کے تیسرے دن آفتاب ڈوبنے تک ہے۔ پس یوم نحر اور تین دن اس کے بعد قربانی ذبح کرنے کی مدت ہے۔ جانور نحر یا ذبح کرنے کے بعد حاجی اپنا سر منڈوالے، یا بال چھوٹے کروالے، لیکن حلق (سر منڈوانا) افضل ہے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کروانے والوں کیلئے رحمت اور مغفرت کی دعا تین بار فرمائی اور قصر (بال چھوٹے) کروانے والوں کیلئے ایک مرتبہ دعا فرمائی۔

(بخاری: ۱/ ۲۳۳ و مسلم: ۱/ ۴۲۰)

اور سر کے کچھ حصے کے بال کٹوانا کافی نہیں بلکہ منڈوانے کی طرح پورے سر کے بال چھوٹے کروانا بھی ضروری ہے اور عورت کو اپنی پور کے برابر یا اس سے کم اپنی چوٹیوں (مینڈھیوں) میں سے کاٹنا چاہیے۔ کنکریاں مارنے اور بال منڈوانے یا کٹوانے کے بعد محرم کیلئے عورت کے سوا وہ سب چیزیں حلال

ہو جاتی ہیں جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام تھیں۔ اس حلال ہونے کو تحلل اول کہا جاتا ہے۔

اس تحلل کے بعد حاجی کے لئے خوشبو لگانا، مکہ جا کر طواف افاضہ کرنا مسنون ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے اور حلال ہونے کے بعد طواف بیت اللہ سے پہلے خوشبو لگایا کرتی تھی۔ (بخاری: ۱/ ۲۰۸ و مسلم: ۱/ ۳۷۸)

اس طواف کو ''طواف افاضہ'' نیز ''طواف زیارت'' بھی کہا جاتا ہے جو حج کا ایک رکن ہے، اس کے بغیر حج پورا نہیں ہوتا اور یہی مطلب ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

﴿ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ. ﴾ (الحج: ۲۹)

''چاہیے کہ اپنی میل کچیل دور کریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور پرانے گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔''

طواف اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اگر حاجی متمتع

(حج تمتع کرنے والا) ہے تو صفا اور مروہ کی سعی کرے گا یہ سعی اس کے حج کیلئے ہوگی اور اس کی پہلی سعی عمرہ کیلئے تھی۔

متمتع حاجی کے لئے ایک سعی کافی نہیں

علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کی روشنی میں متمتع کیلئے ایک سعی کافی نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے نکلے، اس حدیث میں وہ آگے چل کر کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھے اور عمرہ و حج دونوں کر کے حلال ہو، آگے فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف و سعی کر کے حلال ہو گئے، پھر جب وہ حج کر کے منٰی سے واپس آئے تو دوسرا طواف کیا۔

(بخاری: ۱/ ۲۱۱ و مسلم: ۱/ ۳۸۶)

حضرت عائشہؓ کا یہ کہنا کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا حج کے بعد منٰی سے واپس آ کر انہوں نے دوبارہ طواف کیا تو اس طواف سے مراد اس حدیث کی تفسیر میں سب سے صحیح قول کے مطابق صفا و مروہ کا طواف ہے۔ جو

لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی مراد اس سے طواف افاضہ ہے، وہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ طواف افاضہ تو سب کے لئے رکن ہے، جس کو بھی نے کیا ہے۔ اس طواف سے مراد وہ ہے جو متمتع حاجی کے ساتھ خاص ہے یعنی صفا ومروہ کا طواف، جو حج کی تکمیل کے بعد منٰی سے واپسی پر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ مسئلہ بالکل واضح ہے اور یہی اکثر علماء کا قول بھی ہے اس کی صحت پر عبداللہ بن عباسؓ کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جس کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں تعلیقاً روایت کیا ہے کہ:

''عبداللہ بن عباسؓ سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''مہاجرین وانصار اور نبی ﷺ کی ازواج مطہرات نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام باندھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا احرام بنا لو، سوائے ان لوگوں کے کہ جن کے پاس قربانی کا جانور موجود ہو۔ چنانچہ ہم نے بیت اللہ اور صفا ومروہ کا طواف کیا (یعنی عمرہ کیا) اور ہم اپنی عورتوں کے پاس بھی آئے اور کپڑے بھی پہن لئے۔ آپ نے ان کے بارے میں جن کے پاس جانور تھے فرمایا: کہ وہ ایسا نہ کریں کیونکہ وہ اس وقت تک حلال نہ ہوں گے، جب تک

قربانی کا جانور اپنی جگہ یعنی منیٰ میں نہ پہنچ جائے۔ آٹھویں ذی الحجہ ظہر کے بعد ہمیں آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھیں، جب ہم تمام مناسک حج سے فارغ ہو جائیں تو مکہ آئیں اور بیت اللہ و صفا و مروہ کا طواف کریں۔ الخ (بخاری: ۱/ ۲۱۳، ۲۱۴) اس تفصیل سے ہمارا مقصود پورا ہو گیا اور متمتع حاجی کیلئے دو مرتبہ سعی کی اس سے پوری وضاحت ہو گئی۔ رہی وہ حدیث جس کو مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا و مروہ کا صرف ایک یعنی پہلا ہی طواف کیا تھا۔ (مسلم: ۱/ ۴۱۴) تو یہ ان صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ احرام کی حالت میں رہے، یہاں تک کہ وہ حج و عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج و عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا اور جو لوگ قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے، ان کو حکم فرمایا کہ وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھیں اور جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو جائیں حلال نہ ہوں اور حج و عمرہ کو اکٹھا کرنے والے پر ایک ہی سعی ہوتی ہے جیسا کہ جابرؓ کی یہ حدیث مذکور اور دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے:

اسی طرح جس نے صرف حج کا احرام باندھا اور قربانی کے دن تک حالتِ احرام میں رہا اس پر بھی ایک ہی سعی ہے۔لہٰذا جب قارِن اور مُفرِدُ طواف قدوم کے بعد سعی کرے تو اسے طواف افاضہ کے بعد سعی کی ضرورت نہیں رہے گی۔اس طرح حضرت عائشہؓ،عبداللہؓ بن عباس کی دونوں حدیثوں اور حضرت جابرؓ کی حدیث کے درمیان جمع و تطبیق ہو جاتی ہے اور اس سے تعارض بھی دور ہو جاتا ہے اور تمام احادیث پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

اس جمع و تطبیق کی ایک تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کی احادیث صحیحہ نے متمتع کے حق میں دوسری سعی کو ثابت کر دیا اور حضرت جابر کی حدیث کا ظاہر متن اس کی نفی کرتا ہے۔علم الاصول اور اصطلاح حدیث کے مطابق مثبت،منفی پر مقدم ہوتا ہے۔وَاللّٰہُ سُبحانہ وتعالیٰ الموفق للصواب ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ۔

یوم النحر کو پہلے رمی، پھر نحر، پھر حلق، پھر طواف کرنا چاہیے

حاجی کے لئے افضل یہ ہے کہ یوم النحر کو یہ چاروں کام مذکورہ ترتیب کے ساتھ کرے۔یعنی پہلے جمرۃ العقبہ کی رمی، پھر نحر، پھر حلق یا تقصیر، پھر بیت اللہ کا

طواف، اس کے بعد متمتع کے لئے سعی، اور مفرد و قارن نے بھی اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کی ہو، تو اس کے لئے بھی سعی ضروری ہے۔ اگر ان چار کاموں میں سے کسی کو کسی پر مقدم کر دیا جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی رخصت کا ثبوت موجود ہے۔ (بخاری ۱/ ۲۳۲، مسلم ۱/ ۴۲۱)

جن کاموں سے حاجی پورے طور پر حلال ہو جاتا ہے، وہ تین ہیں جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارنا، بال منڈوانا یا کتروانا، اور طواف افاضہ اور اس کے بعد ان کیلئے سعی جن کا ذکر ابھی کیا گیا ہے۔ جب یہ تینوں کام کرلے تو اس کیلئے ہر چیز حلال ہو گئی۔ مثلاً عورت، خوشبو وغیرہ جو احرام کی وجہ سے حرام تھی اور جس نے ان میں سے دو کام کئے، تو اس کے لئے عورت کے سوا بقیہ چیزیں حلال ہو جائیں گی اور اسے تحلّل اول کہا جاتا ہے۔ حاجی کے لئے زمزم کا پانی پینا اور خوب سیر ہونا مستحب ہے اور زمزم کا پانی پینے کے وقت جتنی بھی مفید دعائیں یاد ہوں کرنی چاہئیں اور زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے پوری ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابوذرؓ سے صحیح مسلم میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کے پانی کے بارے میں فرمایا: "کہ وہ غذا ہے۔" (مسلم: ۲/ ۲۹۶)

اور ابوداؤد میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "زمزم بیماری کے لئے شفاء ہے۔"

(ابو داؤد طیالسی: ص ۲۱، رقم: ۴۵۷)

منیٰ کے لیے واپسی اور وہاں تین دن کا قیام

طواف افاضہ اور جن پر سعی واجب ہے، ان کو سعی کے بعد منیٰ جانا چاہیے، جہاں انہیں تین دن اور تین راتیں قیام کرنا چاہیے اور ہر دن آفتاب ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا چاہیے۔

کنکریاں مارنے کے آداب کا بیان

کنکریاں مارنے میں اس ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے: پہلے اس جمرہ سے رمی شروع کرنی چاہیے، جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ اس کو متواتر سات کنکریاں مارنی چاہئیں۔ ہر کنکری کے ساتھ ہاتھ اٹھانا چاہیے۔ پھر مسنون یہ ہے کہ جمرہ سے کچھ آگے بڑھے اور اس کو اپنی بائیں جانب کرے اس طرح کہ قبلہ سامنے ہو اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور خوب آہ وزاری سے دعا کرے، پھر پہلے کی طرح دوسرے کو کنکریاں مارے۔ مسنون یہ ہے کہ رمی کے بعد تھوڑا سا پھر آگے بڑھے اور جمرہ کو داہنی جانب اور قبلہ کو سامنے کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر خوب دعا مانگے، پھر تیسرے جمرے کو کنکریاں مارے لیکن وہاں

ٹھہرے گا نہیں۔ اسی طرح دوسرے دن زوال کے بعد ان تینوں جمرات کو کنکریاں مارے اور جس طرح پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس پہلے دن کیا تھا ویسے ہی دوسرے دن کرے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء پوری ہو۔ اور ایام تشریق کے پہلے دو دنوں میں رمی کرنا حج کے واجبات میں سے ہے۔ اسی طرح پہلی اور دوسری رات منیٰ میں گزارنا واجب ہے سوائے پانی پلانے والوں اور چرواہوں کے، ان کیلئے منیٰ میں رات گزارنا ضروری نہیں۔

منیٰ میں دو دن کا قیام جائز لیکن تین دن کا افضل ہے

پہلے دو دنوں کی رمی کے بعد جو منیٰ سے جلد جانا چاہے، اس کے لئے جائز ہے لیکن اس کو آفتاب ڈوبنے سے پہلے ہی نکل جانا چاہیے۔ لیکن جو تاخیر کرے، وہ تیسری رات بھی منیٰ میں گزارے اور تیسرے دن بھی جمرات کو کنکریاں مارے تو وہ سب سے افضل اور ثواب میں سب سے زیادہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى ﴾ (البقرہ: ۲۰۳)

''ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔ جو شخص منیٰ میں دو دن قیام کر کے واپسی میں جلدی کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، نہ اس شخص پر کوئی گناہ ہے جو تاخیر کر کے جائے یہ اللہ سے ڈرنے والے کے لئے ہے۔''

تاخیر کرنا اس لئے افضل ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو منیٰ سے جلدی جانے کی رخصت تو دی، لیکن خود جلدی نہیں کی، بلکہ منیٰ میں ۱۳ تاریخ تک ٹھہر کر زوال کے بعد جمرات کو کنکریاں ماریں، پھر ظہر پڑھنے سے پہلے آپ وہاں سے تشریف لے گئے تھے۔ (مسند احمد: ۶/ ۹۰)

بچوں، بیماروں، بوڑھوں اور حاملہ عورتوں کی طرف سے کنکریاں مارنا جائز ہے

چھوٹے بچے، جو کنکریاں نہیں مار سکتے، ان کے ولی کے لئے جائز ہے کہ اپنی طرف سے کنکریاں مارنے کے بعد ان کی طرف سے بھی کنکریاں مارے۔ اسی طرح چھوٹی بچی جو کنکریاں نہیں مار سکتی، اس کی طرف سے اس کا ولی کنکریاں مار سکتا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے، ہم نے بچوں کی

طرف سے لبیک بھی پکارا اور رمی بھی کی۔" (ابن ماجہ : ۳۲۴)

جو شخص اپنی بیماری یا بڑھاپے یا عورت اپنے حمل کی وجہ سے کنکریاں نہ مار سکے تو جائز ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کردے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن : ۱۶) "جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو۔"

کیونکہ یہ لوگ جمرات کے پاس لوگوں کی بھیڑ برداشت نہیں کر سکتے اور رمی کا وقت فوت ہو جانے کا ڈر ہے۔ جس کی قضا شریعت میں نہیں اسلئے ان کیلئے جائز ہے کہ کسی کو وکیل مقرر کردیں۔ برعکس دوسرے مناسک کے، جن کی ادائیگی کیلئے نیابت جائز نہیں، اگرچہ اس کا حج نفلی ہو۔ اسلئے کہ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اگرچہ وہ نفلی ہو، اس کا پورا کرنا ضروری ہے:

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (البقرہ:۱۹۶) "اور حج وعمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔"

طواف وسعی کا زمانہ فوت نہیں ہوتا لیکن رمی کا وقت جو محدود ہے فوت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عرفہ کا وقوف اور مزدلفہ اور منیٰ میں رات گزارنے کا وقت بھی بلاشبہ فوت ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی معذور کا تکلیف اٹھا کر ان جگھوں میں پہنچ جانا

ممکن ہے لیکن رمی کیلئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ نیز معذور کیلئے رمی میں نائب بنانا سلف صالح سے ثابت ہے۔ لیکن دوسرے مناسک کیلئے ثابت نہیں ہے اور عبادات کا دارومدار توقیف (اللہ کی طرف سے خبر دینے) پر ہے۔ لہٰذا کسی کیلئے جائز نہیں کہ دلیل کے بغیر کسی چیز کو شریعت بنائے، نائب کیلئے جائز ہے کہ اپنی طرف سے رمی کرے پھر اسی جگہ کھڑے کھڑے اپنے موکل کی طرف سے بھی رمی کرے، یہ ضروری نہیں کہ پہلے تینوں جمرات کو اپنی طرف سے رمی کرے، پھر اپنے موکل کی طرف سے دوبارہ سب کو رمی کرے۔ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور علماء کا سب سے صحیح قول یہی ہے اور اس کے خلاف کرنے میں تکلیف بھی ہے اور مشقت بھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۷۸)

''اور اللہ نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہیں رکھی۔''

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: آسانی کرو، سختی مت کرو۔ (بخاری: ۱/ ۱۶، مسلم: ۲/ ۸۲) رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے ایسا مروی نہیں کہ انہوں نے اپنے بچوں اور کمزوروں کی طرف سے دوبارہ ایسا کیا ہو، اگر ایسا کیا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا کیونکہ نقل روایات کے لیے پوری پوری ہمتیں صرف

ہوئی ہیں۔ واللہ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

متمتع اور قارن پر دم واجب ہے

حاجی جب متمتع یا قارن ہو اور وہ مسجد الحرام کا رہنے والا نہ ہو تو اس پر ایک دم (قربانی) واجب ہے۔ دم خواہ ایک بکری ہو یا اونٹ کا ساتواں حصہ یا گائے کا۔

قربانی کا جانور حلال کمائی کا ہونا چاہیے

ضروری ہے کہ یہ جانور حلال مال اور پاکیزہ کمائی سے ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے، پاکیزہ ہی کو قبول کرتا ہے۔ (مسلم : ۱/۳۲۶)

مسلمان کیلئے واجب ہے کہ قربانی کیلئے یا غیر قربانی کیلئے ہر طرح کے سوال سے بچے، خواہ یہ سوال بادشاہ سے ہو یا اوروں سے، جب کہ اللہ نے اس کے مال میں اتنی آسانی پیدا کی ہے کہ وہ اپنے پاس سے قربانی دے سکتا ہے اور دوسروں کی کمائی سے خود کو بے نیاز کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اکثر احادیث میں سوال کی مذمت اور اس کا عیب بیان کیا گیا ہے اور جو لوگ سوال نہیں کرتے ان کی تعریف کی گئی ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۱۷)

جانور ذبح نہ کرنے والا تین دن ایام حج میں اور سات دن گھر جا کر روزہ رکھے

اگر متمتع اور قارن جانور ذبح کرنے سے عاجز ہوں، تو ان کے لئے ضروری ہے کہ ایام حج میں تین روزے رکھیں اور جب گھر لوٹ کر جائیں تو سات دن اور روزے رکھیں ان کو اختیار ہے کہ یہ تینوں روزے یوم النحر سے پہلے ہی رکھ لیں یا ایام تشریق کے تینوں دنوں میں رکھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاَثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾ (البقرہ:۱۹۶)

’’جس نے حج کا زمانہ آنے تک عمرہ کا فائدہ اٹھایا وہ حسبِ مقدور جانور ذبح کرے اگر جانور میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر، اس طرح پورے دس روزے رکھ لے اور یہ رعایت ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مکہ میں نہ ہوں۔‘‘

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی صرف اسی کو رخصت دی گئی، جو قربانی کا جانور نہ پاسکے۔ (بخاری : ۱/ ۲۶۸) یہ حکم نبی ﷺ تک مرفوع ہے اور افضل یہ ہے کہ یہ تینوں روزے یوم عرفہ سے پہلے ہی رکھ لئے جائیں تاکہ یوم عرفہ کو حاجی روزہ دار نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کا وقوف افطار کی حالت میں کیا تھا اور آپ ﷺ نے یوم عرفہ کو عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد: ۲ / ۴۴۶) اور اس لئے بھی کہ آج افطار کرنے سے ذکر و دعا میں نشاط حاصل ہوگا اور ان تینوں دنوں کا روزہ ایک ساتھ یا الگ الگ دونوں طرح رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح ساتوں دنوں کے روزے بھی مسلسل رکھنے ضروری نہیں، اکٹھے اور متفرق دونوں طرح رکھے جاسکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بھی اس میں تسلسل کو مشروط نہیں کیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان سات روزوں کو گھر جا کر رکھنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ﴾ (البقرہ: ۱۹۶)

''اور سات روزے اس وقت رکھو جب تم گھر لوٹ جاؤ''۔

اور قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کے لئے امراء سے جانور مانگ کر ذبح

کرنے کے بجائے روزہ رکھنا افضل ہے اور جس شخص کو بغیر مانگے اور نفس کے لالچ کے بغیر قربانی کا جانور یا کچھ دے دیا جائے تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ حاجی حج بدل کے لئے آیا ہو، بشرطیکہ نائب بنانے والے لوگوں نے اپنے دیئے ہوئے مال میں سے جانور خریدنے کی شرط نہ لگائی ہو۔ اور رہے وہ لوگ جو حکومت یا دوسروں سے کچھ لوگوں کا نام لے کر جھوٹ موٹ جانور مانگتے ہوں تو بلا شبہ ایسا کرنا حرام اور جھوٹ بول کر کھانے کے برابر ہے۔ عَافَانَا اللّٰهُ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ ذَالِكَ۔

حجاج پر امر بالمعروف واجب ہے

نماز باجماعت کی پابندی

مکہ کے حجاج پر جو سب سے بڑی چیز واجب ہے، وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ہے اور جماعت کے ساتھ پانچوں وقت نماز کی پابندی کا بھی، جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی زبان سے دیا ہے اکثر باشندگان مکہ اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور مسجدوں کو معطل کر رکھا ہے تو یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے، یہ شریعت کے مخالف ہے، جس سے باز آنا

ضروری ہے۔

اور مسجدوں میں نماز کی پابندی کرنے کا حکم اس بناء پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا جب وہ اپنے اندھے پن اور مسجد سے گھر دور ہونے کا عذر لے کر آئے تھے کہ آپ ﷺ ان کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اذان سنتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب (مسجد میں آنا) ضروری ہے (مسلم: ۱/ ۲۳۲) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لئے رخصت کی کوئی گنجائش نہیں پاتا۔'' (ابوداود: ۱/ ۲۱۷) ''اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کا حکم دوں، جب وہ کھڑی ہو جائے، تو کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے تاکہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں۔''

(بخاری: ۱/ ۸۹، مسلم: ۱/ ۲۳۲)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سنن ابن ماجہ میں اسنادِ حسن کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اذان سن لی، پھر بھی بلا عذر مسجد میں نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں۔ (ابن ماجہ: ص ۵۸) اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ کل اللہ سے مسلمان ہو کر ملے تو اس کو چاہیے کہ ان پانچوں نمازوں کی پوری حفاظت کرے، جب بھی ان کے لیے اذان دی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور نمازیں انہی سنن الہدیٰ میں سے ہیں۔ اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی، جس طرح یہ پیچھے رہنے والے اپنے گھر میں پڑھتے ہیں تو تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص بھی اچھا وضو کرتا ہے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد میں جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک گناہ معاف فرماتا ہے اور ہم نے دیکھا کہ نماز سے پیچھے رہنے والے صرف کھلے ہوئے منافقین ہی ہوتے تھے ورنہ آدمی اس حالت میں بھی لائے جاتے تھے کہ انہیں دو آدمیوں کے سہارے لا کر صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ (مسلم: ۱/ ۲۳۲)

حاجی کے لیے گناہوں سے اجتناب ضروری ہے

حجاج اور دوسروں پر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا اور ان کے

ارتکاب سے دور رہنا ضروری ہے جیسے زنا، لواطت، چوری، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، معاملات میں دھوکا دینا، امانت میں خیانت کرنا، نشہ آور چیزیں استعمال کرنا، سگریٹ پینا، کپڑوں کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا، تکبر، حسد، ریا کاری، غیبت، چغلی، مسلمانوں کا مذاق، موسیقی کے آلات کا استعمال جیسے ڈھول، سارنگی، بربط، مزامیر وغیرہ اور فحش گیت سننا اور ریڈیو وغیرہ آلات طرب کا استعمال اور چوسر، شطرنج، جوا، لاٹری کا کام کرنا اور ذی روح آدمیوں کی تصویریں کھینچنا اور اس کام کو پسند کرنا (فلم، وی سی آر، ڈرامہ) یہ سب وہ بری باتیں ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ و ہر جگہ میں اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا ان سے حجاج اور باشندگان حرم کا بچنا دوسروں سے زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ اس بلد امین (مکہ مکرمہ) میں اللہ کی معصیت کا گناہ زیادہ شدید اور اس کی سزا زیادہ بڑی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾ (الحج: ۲۵)

''اور جو شخص حرم میں الحاد کے ساتھ ظلم کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے حرم میں نافرمانی والحاد کا ارادہ کرنے والوں کو دردناک

عذاب کی دھمکی دی ہے تو ان لوگوں کی سزا کا کیا حال ہوگا جو نافرمانی کر گزریں، بلاشبہ ان کی سزا انتہائی شدید اور بہت بڑی ہوگی۔ لہٰذا ان تمام معاصی سے بچنا ضروری ہے۔ حاجی کے لئے حج کا ثواب اور گناہوں کی بخشش اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ گناہوں سے اجتناب اور اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے کنارہ کشی نہیں کرتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص حج کرے اور اس میں بے حیائی اور فسق نہ کرے تو اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) ہو کر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا''۔ (بخاری: ۱/ ۲۴۵، مسلم: ۱/ ۴۳۶ و مسند احمد: ۲/ ۲۲۹)

ان تمام برائیوں میں سب سے زیادہ سخت اور عظیم یہ ہے کہ آدمی مردوں کو پکارے اور ان سے فریاد کرے اور ان کے نام کی نذر مانے اور ان کی رضا کے لیے جانور ذبح کرے اس امید پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی سفارش کر دیں گے یا اس کے بیمار کو تندرست کر دیں گے یا اس کے گم شدہ شخص کو واپس کرا دیں گے۔ تو یہ وہی شرک اکبر ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور یہ شرک مشرکین جاہلیت کا دین ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے انکار و منع کیلئے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور کتابوں کو نازل کیا۔ لہٰذا ہر حاجی اور غیر حاجی کا فرض

ہے کہ وہ اس سے بچے، اور اگر پہلے شرک کر چکا ہے، تو اس سے توبہ کر کے ازسرنو حج کیلئے تیار ہو۔ کیونکہ شرک تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (الانعام: ۸۸)

''اگر انہوں نے شرک کیا تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔''

شرک اصغر کی ایک قسم غیر اللہ کی قسم کھانا بھی ہے۔ جیسے نبی، کعبہ اور ایمان کی قسم کھانا وغیرہ۔ اسی طرح ریاکاری، شہرت، اور یہ کہنا کہ ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔'' اور یہ کہنا کہ ''اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے'' اور یہ کہنا کہ ''یہ اللہ اور آپ کی طرف سے ہے'' یہ اور اس طرح کے تمام شرکیہ منکرات سے بچنا ضروری ہے اور اسکے چھوڑنے کے لیے وعظ و نصیحت کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

(مسند احمد: ۲/۸۷، ۱۲۵، ابو داؤد: ۳/۲۱۷ و ترمذی: ۲/۱۷۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''جس کو قسم کھانی ہے وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔''

(بخاری: ۲/۳۶۸، ۹۸۳ و مسلم: ۲/۴۶) نیز فرمایا:

”جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔“ (ابوداوٗد: ۲۱۸/۱)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔“ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ شرک اصغر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ریاکاری“ (مسند احمد: ۵ / ۴۲۸، ۴۲۹) نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

”ایسا مت کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ ایسا کہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔“ (ابوداوٗد: ۴ / ۳۵۲، مسند احمد: ۵ /۳۸۴، صحیحہ: رقم الحدیث: ۱۳۷) اور نسائی نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ ”جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں“ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنالیا؟ بلکہ یہ کہو کہ صرف جو اللہ چاہے۔“

(السنن الکبریٰ للنسائی: ج ۶ ص ۲۴۵ رقم: ۱۰۸۲۵)

یہ تمام احادیث بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے توحید کی حمایت فرمائی اور اپنی اُمت کو شرک اکبر اور شرک اصغر سے روکا اور آپ ﷺ اس بات کے بے حد حریص تھے کہ امت کا ایمان محفوظ رہے اور امت اللہ کے عذاب سے بچ جائے اور غضب الٰہی کے اسباب سے کنارہ کش رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس

کی بہترین جزاء عطا فرمائے، آپ ﷺ نے پیغام الٰہی پہنچایا، امت کو ڈرایا اور اللہ کے لئے اس کے بندوں کی خیر خواہی کی، اللہ آپ پر قیامت تک درود وسلام بھیجتا رہے۔

تمام اہل علم، حجاج اور بلد اللہ الامین اور مدینۃ الرسول کے مقیمین کا یہ فرض ہے کہ وہ اللہ کی شریعت لوگوں کو سکھائیں اور شرک و معاصی وغیرہ جو کچھ اللہ نے ان پر حرام کیا ہے، اس سے روکیں اور اسے اپنے دلائل سے پوری شرح و بسط کے ساتھ نہایت واضح اور شافی انداز کے ساتھ بیان کریں، تاکہ لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لائیں اور اس طرح ان پر اللہ نے تبلیغ و بیان کا جو فریضہ واجب کیا ہے اس کو ادا کریں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ﴾ (آل عمران : ۱۸۷)

"اور جب اللہ نے ان سے عہد لیا، جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم اس کو لوگوں سے بیان کرو گے اور تم اس کو لوگوں سے چھپاؤ گے نہیں"

اس آیت کا مقصود اس امت کے علماء کو ڈرانا ہے کہ وہ حق کے چھپانے کے سلسلے میں ظالم اہل کتاب کے مسلک پر نہ چلیں کہ اس کے ذریعہ آخرت کی

بجائے دنیا کمائیں، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴾ (البقرہ: ۱۵۹، ۱۶۰)

''بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں وہ دلائل اور ہدایت جسے ہم نے نازل کیا ہے اس کے بعد کہ ہم نے اس کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور دوسرے لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور (چھپایا نہیں بلکہ) بیان کیا تو انہی کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں بہت توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنے والا ہوں۔''

بہت سی آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی طرف دعوت دینا اور بندوں کو اللہ کی راہ دکھانا بہترین نیکی اور اہم ترین فرائض میں سے ہے اور قیامت تک کیلئے یہی انبیاء اور ان کے متبعین کا راستہ بھی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ (حٰمٓ السجدۃ: ۳۳)

''اور اس سے بڑھ کر کس کی بات زیادہ اچھی ہوگی جو اللہ کی طرف بلائے اور صالح عمل کرے اور کہے کہ بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴾ (یوسف: ۱۰۸)

''کہہ دو یہی ہے میری راہ کہ میں بلاتا ہوں، اللہ کی طرف اور میرے متبعین بھی، بصیرت کے ساتھ اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔''

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص خیر کی طرف رہنمائی کرے، اس کیلئے اس کے کرنیوالے کے برابر اجر ہے۔'' (مسلم: ۱/۱۳۷)

اور آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

''اگر اللہ آپ کے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو آپ کے لئے

سرخ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ (بخاری: ۱/ ۵۲۵، مسلم: ۱/ ۲۷۹)
اور بھی روایات واحادیث اس مضمون کی بہت سی ہیں۔ اہل علم وایمان کو چاہیے کہ دعوت الی اللہ میں اپنی کوششوں کو اور بھی تیز کر دیں اور اللہ کے بندوں کو نجات کی راہ دکھانے اور ہلاکت کے اسباب سے بچانے میں پوری جدوجہد کریں۔ خاص طور پر اس زمانے میں جب کہ لوگوں کی خواہشات غالب آ چکی ہیں اور تباہ کن اسباب اور گمراہ کن آثار پھیل چکے ہیں اور داعیانِ حق کم سے کم تر ہو چکے ہیں اور الحاد واباحیت کے داعیوں کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے۔
فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

مکہ مکرمہ سے واپسی

حجاج جب تک مکہ میں مقیم رہیں، ان کو چاہیے کہ برابر اللہ کا ذکر، اس کی اطاعت اور عمل صالح کرتے رہیں اور نماز اور بیت اللہ کا طواف کثرت سے کریں کیونکہ حرم کی نیکی کا ثواب کئی گنا ہے۔ اسی طرح حرم کی برائیاں بھی بہت سخت ہوتی ہیں۔ اسی طرح حجاج کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درودو سلام بھیجتے رہیں۔

حائضہ اور نفاس والی عورت کے علاوہ طوافِ وداع سب پر واجب ہے

جب حاجی مکہ سے نکلنا چاہیں، تو ان پر بیت اللہ کا طواف وداع ضروری ہے تا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ سے ہو کر گزرے، سوائے حائضہ اور نفاس والی عورت کے کہ ان دونوں پر طوافِ وداع نہیں ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ: ''آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو لیکن آپ ﷺ نے حائضہ عورت کے لئے اس کی تخفیف فرمائی۔'' (بخاری: ۱/ ۲۳۶ و مسلم: ۱/ ۴۲۷) جب بیت اللہ کو وداع کر کے فارغ ہو اور مسجد حرام سے نکلنا چاہے تو سیدھے منہ نکل جائے۔ الٹے پاؤں ہرگز نہ چلے کیونکہ ایسا کرنا نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، نہ آپ کے اصحاب سے، بلکہ یہ صریح بدعت ہے اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا، جس پر ہماری شریعت نہیں تو وہ مردود ہے۔'' (مسلم: ۲/ ۷۷)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدعات کے کاموں سے بچو اس لئے کہ ہر نئی

ایجاد کی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (ابو داوٗد: ۴/ ۳۳۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر قائم رکھے اور اپنی مخالفت سے ہمیں بچائے، بے شک وہ بڑا سخی اور بزرگ ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کا بیان

حج سے پہلے یا اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ کی زیارت مسنون ہے جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد الحرام کے علاوہ دوسری جگہ کی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے'' (بخاری: ۱/ ۱۵۹ و مسلم: ۱/ ۴۴۶) اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے، مسجد الحرام کے علاوہ۔'' (مسلم: ۱/ ۴۴۷) اور عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے، مسجد الحرام کے علاوہ، اور مسجد الحرام میں ایک نماز میری مسجد کی ایک سو نماز سے بہتر ہے۔'' (اخرجہ ابن خزیمہ و ابن حبان: ص ۲۵۶، رقم: ۱۰۳۵) اور حضرت جابرؓ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد الحرام کے علاوہ اور مسجد الحرام کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔'' (مسند احمد: ۳/ ۳۴۳ و ابن ماجہ: ص ۱۰۲) اور اس مضمون کی حدیثیں بکثرت ہیں۔ جب زیارت کرنے والا مسجد نبوی میں پہنچے، تو اس کو چاہیے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنا داہنا پاؤں داخل کرے اور یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. (ابو داؤد: ۱/ ۱۷۵، مسند احمد: ۶/ ۲۸۳)

''اللہ کے نام سے اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر، اللہ عظمت والے کی میں پناہ چاہتا ہوں اور اس کی بزرگ ذات اور قدیم بادشاہت کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے، اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

یہ ایسے ہی کہے جس طرح دوسری مسجدوں میں داخل ہونے کے وقت کہتا ہے۔ مسجد نبوی میں داخلہ کی کوئی مخصوص دُعا نہیں ہے۔ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے، جس میں اللہ سے دنیا و آخرت کی محبوب چیزیں مانگے، اگر یہ دونوں رکعتیں روضہ شریف (ریاض الجنۃ) میں پڑھے تو اور افضل ہے اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔" (بخاری: ۱/ ۱۵۹ ومسلم: ۱/ ۴۴۶)

نماز کے بعد نبی ﷺ اور صاحبین ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبروں کی زیارت کرے اور نبی ﷺ کی قبر کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دبی آواز کیساتھ آپ پر اس طرح سلام کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ۔ جیسا کہ سنن ابی داوٗد میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔" (ابوداوٗد: ۲/ ۱۶۹)

اگر زیارت کرنے والا اپنے سلام میں یوں کہے "اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَاخِيْرَةَ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهِ، اَلسَّلَامُ

عَلَیْکَ یَاسَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ، اَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَّ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ'' تب بھی کچھ حرج نہیں، کیونکہ یہ سب رسول اللہ کے اوصاف ہیں اور آپ پر درود بھیجے اور آپ کے لئے دعا کرے جیسا کہ شریعت میں درود وسلام کو جمع کرنے کی مشروعیت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾

(الاحزاب: ۵۶)

''اے ایمان والو! آپ پر درود اور سلام بھیجو۔''

پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ پر سلام بھیجے اور ان دونوں کے لئے دعا کرے۔

عبداللہ بن عمرؓ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر سلام بھیجتے تھے تو اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَبَابَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَبَتَاهُ۔ یہ کہہ کر لوٹ جاتے تھے۔

یہ زیارت صرف مردوں کیلئے جائز ہے، عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت

جائز نہیں جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مسجد بنانے والے اور چراغ جلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔(طبرانی: ۱۲/ ۱۴۸ و ترمذی: ۱/ ۲۶۵) اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے اور اس میں دُعا اور دوسری مسجدوں کی طرح جائز کام کی نیت سے مدینہ کا قصد کرنا سب کیلئے جائز ہے جیسا کہ اس سے پہلے اس مضمون کی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

زائر (زیارت کرنے والے) کو چاہیے کہ مسجد نبوی میں پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے اور اس میں کثرت سے ذکر، دعا اور نفلی نمازوں کا اہتمام کرے اور زیادہ ثواب کمانے کی اس فرصت کو غنیمت سمجھے، اسی طرح باغِ جنت (روضة من رياض الجنة) میں کثرت سے نفلی نماز پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ اس کی فضیلت میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد گزر چکا ہے:

''میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔'' (بخاری: ۱/ ۱۵۹ و مسلم: ۱/ ۴۴۶)

لیکن فرض نمازوں کیلئے چاہیے کہ زائر آگے بڑھے، اور جہاں تک ہو سکے پہلی صف میں پابندی سے بیٹھے اگر چہ اگلی صف میں اضافہ وتوسیع ہو جائے جیسا

کہ احادیث صحیحہ میں پہلی صف کی ترغیب پائی جاتی ہے مثلاً آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ اگر لوگ جان جائیں کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا ثواب ہے اور پھر قرعہ اندازی کئے بغیر جگہ نہ پاسکیں، تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔

(بخاری : ۱/ ۱۰۰ و مسلم: ۱ / ۱۸۲)

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان:

''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو، تمہاری اقتداء تمہارے بعد والے کریں گے، آدمی جب نماز سے پیچھے ہوتا رہتا ہے، تو اللہ بھی اس کو پیچھے کردیتا ہے۔

(مسلم : ۱ / ۱۸۲)

ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''آدمی پہلی صف سے برابر پیچھے ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے آخر میں نکالے گا۔'' (ابوداؤد : ۱ / ۲۵۳، ۲۵۴)

رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے: آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

''ایسی صف کیوں نہیں بناتے جیسی فرشتے اپنے رب کے پاس بناتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ! فرشتے اپنے رب کے پاس کیسی صف

بناتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگلی صف پوری کرتے ہیں اور صفوں میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم : ۱ / ۱۸۱)

اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں، جو مسجد نبوی توسیع سے قبل اور بعد اور دوسری مسجدوں کے لئے عام ہیں۔ اور ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کو صف کی داہنی طرف کھڑے ہونے کیلئے ترغیب دیتے تھے۔ (الترغیب : ۱/ ۳۲۰) اور یہ معلوم ہے کہ مسجد نبوی میں صف کی داہنی طرف روضۃ من ریاض الجنۃ کے باہر ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی صف اور داہنی طرف کی صفوں میں نماز کی پابندی کرنا روضۃ من ریاض الجنۃ میں نماز کی پابندی سے زیادہ افضل ہے اور جو شخص بھی اس بارے میں وارد احادیث پر غور کرے گا تو اس کو یہ فرق واضح طور پر معلوم ہو جائے گا۔'' وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ آپ ﷺ کے حجرے کی جالیوں کو چھوئے یا اس کو بوسہ دے یا اس کا طواف کرے، اس لئے کہ یہ سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ یہ بدترین بدعت ہے اور کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کسی حاجت کو پوری کرنے یا کسی مصیبت کو دور کرنے یا مریض کو شفا وغیرہ دینے کا سوال کرے کیونکہ یہ سب باتیں صرف اللہ سے مانگی جاتی ہیں۔

ان کا مردوں سے مانگنا اللہ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت ہے۔

اسلام دو بنیادوں پر قائم ہے۔ اول یہ کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جائے، دوسرے یہ کہ عبادت صرف وہ کی جائے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جائز قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر کی جائے، اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت کا مطلب بھی یہی ہے۔

اسی طرح کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد ان سے سفارش وشفاعت مانگے۔ اس لئے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے، اسی سے مانگنا چاہیے، جیسا کہ اس نے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ (الزمر: ۴۴)

''کہہ دو ساری شفاعتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔''

البتہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اے اللہ! اپنے نبی کو میرا شفیع (سفارش کرنے والا) بنا، اے اللہ! اپنے فرشتوں اور مومن بندوں کو میرا سفارشی بنا، اور اے اللہ میرے فوت شدہ بچوں کو میرا سفارشی بنا، وغیرہ، لیکن مردوں سے کچھ نہیں مانگنا چاہیے نہ شفاعت نہ دوسری چیز، خواہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔ اس لئے کہ ایسا کرنا جائز نہیں اور میت کا عمل منقطع ہو چکا ہے سوائے اس عمل کے جس کو نبی ﷺ

نے مستثنیٰ کیا ہے اور صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین طریقوں کے، صدقہ جاریہ، یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا صالح اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔ (مسلم: ۱ / ۴۱) اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ سے شفاعت کروانا جائز تھا اور قیامت کے دن بھی جائز ہوگا کیونکہ آپ کو اس پر قدرت ہوگی، آپ کے لیے یہ ممکن بھی ہوگا (اور آپ ﷺ کو اس کی اجازت بھی ہوگی) کہ آپ آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شفاعت کے طلبگار کی بابت سوال کریں۔ لیکن آپ ﷺ کی زندگی میں تو معلوم ہے کہ آپ ﷺ سے سفارش ودعا کی التجا ہوسکتی تھی۔ یہ (زندگی میں سفارش ودعا کروانا) صرف آپ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ عام بات ہے، آپ کیلئے بھی اور سب کیلئے بھی، مسلمان کیلئے یہ تو جائز ہے کہ اپنے بھائی سے کہے کہ میرے رب سے میرے بارے میں ایسی اور ایسی شفاعت کردو، یعنی میرے لئے دعا کردو اور جس سے کہا گیا اس کیلئے بھی جائز ہے کہ وہ اللہ سے سوال کرے اور اگر طلب کی ہوئی چیز مباح ہے تو اپنے بھائی کیلئے اس کی سفارش کردے۔ لیکن قیامت کے دن کوئی شخص بھی کسی کیلئے

اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ (البقرہ:۲۵۵)

''کون ہے جو اللہ کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے۔''

رہی موت کی حالت، تو وہ ایک مخصوص حالت ہے جس کو انسان کی موت سے قبل والی حالت سے ملایا نہیں جا سکتا اور نہ قیامت قائم ہونے کے بعد والی حالت سے ملایا جا سکتا ہے کیونکہ میت کا عمل منقطع ہو چکا، اور جو کچھ اس نے اب تک کیا وہ اس کا پابند ہے، سوائے اس عمل کے جس کو شارع علیہ السلام نے مستثنیٰ کیا ہے لیکن مردوں سے شفاعت طلب کرنے کو آپ ﷺ نے مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ لہٰذا اس کو مستثنیٰ عمل سے ملایا نہیں جا سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، جو شہداء کی زندگی سے زیادہ کامل ہے۔ لیکن وہ ایسی زندگی نہیں جیسی موت سے قبل تھی اور نہ قیامت کے دن کی زندگی ہے بلکہ قبر کی زندگی ایسی ہے، جس کی حقیقت و کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی لئے حدیث شریف میں آپ ﷺ کا ارشاد گزر چکا ہے:

''جو شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ میں میری روح لوٹا دیتا ہے

یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔" (ابو داؤد ۲/ ۱۶۹)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ فوت شدہ ہیں اور آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو چکی ہے بس صرف سلام کے وقت آپ پر لوٹائی جاتی ہے اور آپ کی موت کے دلائل قرآن وسنت سے بہت معروف ہیں اور اہل علم کے نزدیک یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے لیکن یہ موت آپ کی حیات برزخی کے لئے مانع نہیں، جیسے شہداء کی موت ان کی حیات برزخی کے لئے مانع نہیں، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۶۹)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔"

ہم نے اس مسئلہ کو بہت مفصل اس لئے بیان کیا کہ اس کی بڑی ضرورت تھی اور لوگ اس میں بڑے شبہات میں مبتلا ہیں، جو شرک کے داعی اور اللہ کے سوا مردوں کی عبادت کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں مخالفِ شرع باتوں سے بچائے۔ اور زیارت کرنے والے لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس آواز

بلند کرتے ہیں اور دیر تک کھڑے رہتے ہیں تو وہ بھی خلاف شرع ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی آواز پر لوگوں کی آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا ہے، جس طرح لوگ آپس میں بلند آواز سے باتیں کرتے ہیں اسی طرح آپ ﷺ کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا ہے اور لوگوں کو آپ ﷺ کے پاس نیچی آواز کرنے کی ترغیب دی ہے جیسا کہ فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (الحجرات: ۲، ۳)

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو، بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے خاص کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے

مغفرت اور اجر عظیم ہے۔"

اس لئے بھی کہ آپ ﷺ کی قبر کے پاس دیر تک کھڑے رہنے اور بار بار آپ ﷺ پر سلام پڑھنے سے بھیڑ میں اضافہ ہوگا اور آپ کی قبر کے پاس شور و غل بڑھے گا، جو ان باتوں کے خلاف ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان فرمایا ہے اور آپ ﷺ زندہ اور فوت شدہ دونوں حالتوں میں قابل احترام ہیں۔لہٰذا کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسا عمل کرے، جو ادب شرعی کے خلاف ہو۔اسی طرح جو زائر آپ ﷺ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اور قبر کو سامنے کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں، تو یہ سب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ان کے تبعین اور سلف صالحین کے خلاف ہے بلکہ ایجاد کی ہوئی بدعت ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "میرے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور داڑھوں سے دبالو۔اور نئی نئی باتوں سے بچو اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابو داؤد: ۴/ ۳۳۰، نسائی باسناد حسن) اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس شخص نے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو دین میں نہیں تھا وہ مردود

ہے“ (بخاری: ج ۱ ص ۳۷۱، مسلم: ج ۲ ص ۷۷) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہماری شریعت نہیں، وہ مردود ہے۔ (مسلم ایضاً) اور علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس دعا کر رہا ہے، تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں، جس کو میں نے اپنے والد سے انہوں نے میرے دادا سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”میری قبر کو عید (تہوار) نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنانا اور مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا اسلام بھیجنا مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی رہو۔

(المختارۃ للمقدسی: ۲/ ۴۹)

اسی طرح جو زائر آپ پر سلام بھیجتے وقت اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر یا سینے کے نیچے نماز کی ہیئت بناتے ہیں، تو یہ ہیئت بھی آپ پر سلام کرتے وقت اور نہ ہی کسی بادشاہ اور لیڈر وغیرہ کے اوپر سلام کرتے وقت بنانا جائز ہے کیونکہ یہ ہیئت ذلت وخضوع اور عبادت کی ہے، جو اللہ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کو علماء سے نقل کیا ہے (فتح الباری: ۲/ ۲۲۴) اور اس

بارے میں جو بھی غور کرے گا اس کے لئے یہ مسئلہ بالکل واضح اور عیاں ہو گا، بشرطیکہ اس کا مقصد سلف صالح کی اتباع ہو۔ لیکن جس پر تعصب اور خواہش نفس اور اندھی تقلید اور سلف صالحین کے طریقہ کی طرف دعوت دینے والوں کے ساتھ بدگمانی غالب ہو تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ ہم اللہ سے اپنے لئے اور اس کیلئے ہدایت مانگتے ہیں اور حق کو تمام چیزوں پر ترجیح دینے کی توفیق مانگتے ہیں۔ اِنَّهٗ سُبْحَانَهٗ خَيْرُ مَسْئُولٍ

اسی طرح جو لوگ دور سے قبر شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو سلام یا دعا کے لیے ہلاتے ہیں، تو یہ سب پچھلی بدعات ہی میں شامل ہیں اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دین میں وہ باتیں ایجاد کرے جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی ایسا شخص ان کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور دوستی کے بجائے ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے اور امام مالکؒ نے اس جیسے عمل کو بہت برا سمجھتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس امت کے آخری لوگوں کی اصلاح بھی انہی چیزوں سے ہوگی، جن سے پہلے لوگوں کی ہوئی تھی اور سب کو معلوم ہے کہ اس امت کے پہلے لوگوں کو جس چیز نے سدھارا وہ نبی ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدینؓ اور آپ کے صحابہ اور تابعین کے طریقہ پر چلنا ہی تھا اور اس امت کے آخری لوگ

بھی اس کو مضبوطی سے تھام کر اور اس پر چل کر ہی سدھر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی بات کی توفیق دے، جس میں ان کی سعادت اور دنیا و آخرت میں عزت ہو۔ اِنَّهٗ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ۔

قبر نبوی ﷺ کی زیارت واجب نہیں

قبر نبوی ﷺ کی زیارت حج کے لئے نہ واجب ہے نہ شرط، جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے بلکہ لوگ مسجد نبوی کی زیارت کریں یا جو لوگ مسجد سے قریب ہوں ان کے لئے مسجد کی زیارت کے ساتھ قبر کی زیارت بھی مستحب ہے، لیکن جو لوگ مدینہ منورہ سے دور ہوں، ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ قبر نبوی ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کر کے مدینہ آئیں۔ البتہ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کر کے آسکتے ہیں۔ جب مدینہ آجائیں تو آپ ﷺ کی قبر اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی بھی زیارت کریں۔ نبی ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مسجدِ نبوی ﷺ کی زیارت کے ضمن میں ہے جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کیا جائے، مسجد الحرام، میری یہ مسجد اور

مسجدِ اقصیٰ" (بخاری : ۱/ ۱۵۸ و مسلم: ۱/۴۴۷) اگر رسول اللہ ﷺ یا کسی اور کی قبر کیلئے سفر کرنا جائز ہوتا تو آپ امت کو ضرور بتاتے اور اس کی فضیلت کی طرف ان کی رہنمائی فرماتے، اسلئے کہ آپ لوگوں کے سب سے زیادہ خیر خواہ، سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے اور سب سے زیادہ اللہ سے خوف کھانے والے تھے اور آپ نے پوری طرح فریضہ نبوت ادا کر دیا اور امت کو ہر بھلائی بتادی اور ہر برائی سے ڈرا دیا، کیوں نہ ہو، آپ نے ان تین مسجدوں کے سوا اور کہیں کے لئے سفر کرنے سے روکا اور فرمایا: "میری قبر کو عید مت بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان اور میرے اوپر درود بھیجو تمہارا درود تم جہاں کہیں بھی رہو مجھ تک پہنچ جائے گا۔"

(المختارہ : ۲/۴۹)

قبر نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو جائز کہنا دراصل قبر کو تہوار بنانا ہے اور غلو و مبالغہ آرائی کی جس ممنوع بات سے آپ ﷺ ڈرتے تھے اسی کا واقع ہو جانا ہے جیسا کہ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں، یہ محض اس عقیدہ کی وجہ سے ہے کہ لوگ قبر کی زیارت کے لئے سفر کو جائز سمجھتے ہیں۔

اس باب میں جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں، ان سے وہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں جو قبر نبوی کیلئے سفر کو جائز سمجھتے ہیں، وہ سب حدیثیں ضعیف الاسناد بلکہ

موضوع ہیں، جن کے ضعف پر محدثین کرام جیسے دارقطنی، بیہقی (ج ۵ ص ۲۴۵، ۲۴۶)، حافظ ابن حجر وغیرہ نے تنبیہ کی ہے لہٰذا یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ان ضعیف احادیث کو اُن صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کیا جائے، جو ان تینوں مساجد کے سوا سفر کی حرمت کو بیان کرتی ہیں۔ آپ حضرات کی معلومات کیلئے ان موضوع احادیث میں سے کچھ کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ آپ ان کو پہچان جائیں اور ان سے دھوکا کھانے سے بچ جائیں:

❶ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ سے جفا کی۔

(تنزيه الشريعة : ۲/ ۱۷۲. تلخيص الحبير : ۲/ ۲٦۷)۔

❷ جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ (دارقطني : ۲/ ۲۷۸، بيهقي ج ۵ ص ۲۴٦)۔

❸ جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے والد ابراہیم کی زیارت کی، میں اللہ کے پاس اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

(تذكرة الموضوعات : ص ۷۵، ۷٦)

❹ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(دارقطني: ۲/ ۲۷۸، التلخيص الحبير: ۲/ ۲٦۷، بيهقي : ۵/ ۲۴۵)

یہ اور اس قسم کی حدیثیں نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔حافظ ابن حجرؒ نے التلخیص الحبیر (ج۲ص۲۶۸) میں ان تمام احادیث کوذکر کرنے کے بعدلکھا ہے کہ ان تمام احادیث کے طرق موضوع ہیں۔'' اور حافظ عقیلی نے فرمایا ''اس طرح کی کوئی حدیث بھی صحیح نہیں۔'' (کتاب الضعفاء: ۴/۱۷۰، ۳۶۲)

اور امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ یہ سب روایات ہی موضوع ہیں۔'' (مجموع فتاویٰ: ۲۷/۳۰۲۹) یہ آپ کے علم وحفظ اور اطلاع کے لئے کافی ہے اگر ان میں کوئی چیز ثابت ہوتی تو صحابہ ہم سے پہلے اس پر عمل کرتے، امت کو بتاتے اور اس پر عمل کی دعوت دیتے کیونکہ صحابہؓ انبیاء کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں اور حدود الٰہی کا سب سے زیادہ علم انہی کو ہے اور اللہ نے اپنے بندوں کے لئے جو شریعت بنائی ہے، اس کو صحابہؓ ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں اور اللہ اور اس کی مخلوق کے سب سے بڑے خیر خواہ وہی ہیں۔ جب ان احادیث کے متعلق ان کی طرف سے کوئی بات منقول نہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ ناجائز ہے۔ اگر کوئی حدیث ان میں سے صحیح بھی ہوتی تو اس کو جائز زیارت پر محمول کیا جاتا، نہ کہ قبر کے لیے سفر کرنے پر۔اس مفہوم سے دونوں احادیث کے درمیان تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مسجد قباء اور بقیع کی زیارت مستحب ہے

مدینہ کی زیارت کرنے والے کیلئے مسجد قبا کی زیارت اور اس میں نماز پڑھنی بھی مستحب ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ مسجد قبا کی زیارت سواری پر اور پیدل چل کر کرتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری : ۱/ ۱۵۸ و مسلم : ۱/ ۴۴۸) اور سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر مسجد قبا میں آ کر نماز پڑھی، اس کے لئے ایک عمرہ کا اجر ہوگا۔ (مسند احمد : ۳/ ۴۸۷، نسائی : ۱/ ۸۰، ابن ماجہ : ص ۱۰۳ و حاکم : ۳/ ۱۲) اسی طرح بقیع اور شہداء کی قبروں اور حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت بھی مسنون ہے، نبی ﷺ ان کی زیارت کرتے اور ان کے لیے دعا کرتے اور آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ "قبروں کی زیارت کرو وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔"

(مسلم: ۱/ ۳۱۴، ابن ماجہ ص ۱۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو یوں کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ. (مسلم: ۱/ ۳۱۴. ابن ماجه :ص ۱۱۲)

"اے مومنو اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔"

ترمذی میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قبرستان سے گزرے تو اس کی طرف رخ کر کے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ. (ترمذی: ۲/ ۱۵۶)

"اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اللہ ہم کو اور تم کو بخش دے، تم ہم سے پہلے گئے اور ہم تمہارے بعد میں ہیں۔"

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کی شرعی زیارت کا مقصد یہ ہے کہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور اس سے مردوں کے ساتھ نیکی، دعا اور ان کے

لیے اللہ سے رحم کی درخواست کرنے کا موقع ملتا ہے۔

لیکن قبروں کے پاس (اپنے لیے) دعا کی نیت سے زیارت کرنا یا وہاں بیٹھنا یا ان سے حاجت روائی، یا بیماروں کی شفا کا سوال کرنا یا ان کی ذات یا ان کے مرتبہ وغیرہ کے واسطہ سے اللہ سے مانگنا، تو ایسی زیارت بدعت اور گناہ ہے، نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو مقرر کیا، نہ سلف صالحین نے اس پر عمل کیا بلکہ یہ ان قبیح باتوں میں سے ہے، جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''قبروں کی زیارت کرو لیکن فحش گوئی سے بچو۔''

(بیهقی: ۴ / ۷۷، مسند احمد: ۱ / ۲۵۹ و التمهید: ۳ / ۲۲۲، ۲۲۳)

یہ سارے امور تو بدعت ہیں لیکن سب کے مراتب الگ الگ ہیں کچھ تو بدعت ہیں، شرک نہیں ہیں، جیسے قبروں کے پاس اللہ سے دعا کرنا اور میت کے حق اور مرتبہ کے واسطے سے دعا مانگنا اور بعض شرک اکبر ہیں، جیسے مردوں کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا وغیرہ۔

ان باتوں کا مفصل بیان اس سے پہلے ہو چکا ہے لہٰذا ان سے متنبہ رہنا چاہیے اور اللہ سے حق کی توفیق اور ہدایت مانگنی چاہیے اللہ ہی توفیق اور ہدایت دینے والا ہے اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ رب۔''

اس رسالہ کی بابت ہماری یہ آخری بات تھی، جسے ہم نے لکھوا دیا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ وَخِيَرَتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. آمِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ

تمّ بحمد اللہ

ملحوظات

حج یا عمرہ کرنے والے خوش نصیب حضرات چند ضروری باتیں ملحوظ رکھیں:

۱۔ احرام دو عدد خرید یں، ایک تولیہ کا اور دوسرا دو سادہ چادروں کا۔ سردی کی صورت میں اوپر تولیہ کا احرام استعمال کریں، تا کہ حتی الامکان سردی سے بچ سکیں۔

۲۔ جہاز کا ٹکٹ بینک کی تصدیق شدہ تین عدد اپنی تصاویر، شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، مسواک، احرام کی چادریں اور اشیائے ضرورت دستی بیگ میں رکھیں۔ دستی بیگ میں قینچی یا نیل کٹر وغیرہ قطعاً نہ رکھیں۔

۳۔ جس قدر ممکن ہو سامان کم سے کم رکھیں، اور سامان کے ہر نگ پر اپنا نام مع پتا، پرواز نمبر، گروپ نمبر لکھیں۔

۴۔ معلم کے دیئے ہوئے کارڈ اور کڑے کی حفاظت کریں۔ اس پر آپ کا نام، پاسپورٹ نمبر اور مکتب نمبر وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ راستہ بھولنے یا گم ہونے کی صورت میں یہ چیزیں آپ کے کام آئیں گی۔

۵۔ اگر آپ اپنے قافلہ کے ہمراہ ہیں تو حرم پاک میں ایک جگہ کی پہچان کر

لیں تاکہ باہم بچھڑنے کی صورت میں وہاں مل سکیں۔ بہتر ہے اس کے لیے حجر اسود کو علامت ٹھہرائیں۔ اس کے سامنے ترکی عمارت میں ملنے کی جگہ مقرر کر لیں۔

۶۔ ۸ر ذی الحج کو منیٰ اور ۹ر کو عرفات جانے کے لیے دستی بیگ میں ضرورت کا سامان، پانی کی بوتل، کھجوریں، خشک میوے وغیرہ لے لیں تاکہ بوقت ضرورت کام آئیں۔

۷۔ قیامِ منیٰ کے دوران ہوا بھرا تکیہ، گرم چادر اور ایک لباس ساتھ رکھیں۔ گرمی کی صورت میں چھتری بھی ہمراہ رکھیں۔

۸۔ عرفات میں معلم کھانا دیتا ہے، کھانے کے لیے پہلے وہ ٹکٹ دیتا ہے۔ یہ ٹکٹ آپ اپنے پاس رکھیں ورنہ کھانا ملنے میں دشواری ہوگی۔ کھانا جلد لے لیں تاکہ بعد میں ذکر و اذکار اور دعا میں مصروف ہوسکیں۔

۹۔ عرفات میں مسجد نمرہ اگر خیمے سے دور ہو تو وہاں جانے کی کوشش نہ کریں۔ ایسا کرنے سے آپ راستہ بھول سکتے ہیں۔

۱۰۔ اگر مسجد نمرہ میں وقوف کا ارادہ ہو تو مسجد کے اگلے حصے میں ٹھہرنے کی بجائے پچھلے حصے میں ٹھہریں کیوں کہ مسجد نمرہ کا اگلا حصہ عرفات سے

خارج اور پچھلا حصہ عرفات میں شامل ہے۔

۱۱۔ زرمبادلہ کے تمام چیک حسب ضرورت تبدیل کروائیں اور حکومت سعودیہ کے مقرر کردہ بنک میں قربانی کی رقم جمع کروائیں، کسی اور کو قربانی کی رقم نہ دیں۔ اور نہ ہی زیادہ رقم اپنے پاس رکھیں۔ جیب تراش ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

۱۲۔ اگر ممکن ہو تو عرفات سے مزدلفہ کا سفر پیدل کریں اور مزدلفہ میں منیٰ کی جانب اس کی آخری حد کے قریب رات ٹھہریں۔ تاکہ صبح جلد منیٰ میں پہنچ کر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار سکیں۔

۱۳۔ منیٰ میں کنکریاں مارنے کے حوالے سے بہتر یہ ہے کہ عصر کی نماز مسجد خیف میں پڑھیں اور وہیں سے جمرات کو کنکریاں مارنے کے لیے نکلیں۔ اس وقت رش بھی کم ہوگا اور گرمی بھی۔ واپسی پر مغرب بھی مسجد خیف میں پڑھ سکیں گے۔ یہ وہ مسجد ہے جس میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے۔

۱۴۔ حج کرنے سے پہلے اشیاء خریدنے سے گریز کریں۔ ایسا کرنے سے

سامان اٹھانے اور آنے جانے میں دشواری ہوتی ہے۔

۱۵۔ حرمین میں چپل یا جوتے وغیرہ عموماً گم ہو جاتے ہیں۔ایسی صورت میں دروازے پر پڑی چپلیں حاجی پہن تو لیتے ہیں مگر دل میں کھٹکا سا لگا رہتا ہے۔بہتر یہ ہے کہ کپڑے کی ایک چھوٹی سی تھیلی یا شاپنگ بیگ ساتھ رکھا جائے اور بوقت ضرورت چپل وغیرہ اس میں رکھ لی جائے۔اسے آپ جہاں چاہیں رکھیں،طواف کے دوران اٹھانا بھی معیوب نہیں۔

۱۶۔ گھر سے نکلنے سے پہلے تمام ضروری دستاویزات چیک کر لیں اور انہیں ہینڈ بیگ میں نہ رکھیں۔ بسا اوقات طہارت اور وضو کرتے وقت حجاج اسے کہیں لٹکا کر یا کسی جگہ رکھ کر بھول جاتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں۔

--◈--
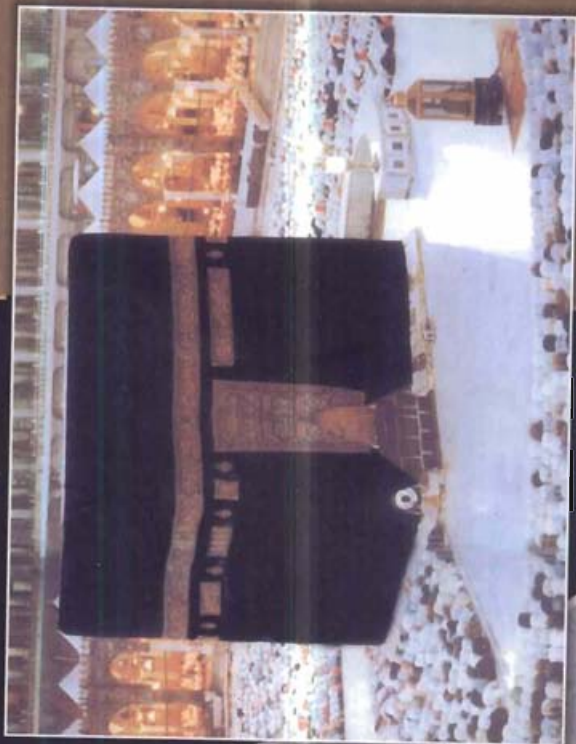
ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار

فیصل آباد — فون: 041-2642724

Designed & produced by: DARUSSALAM